موت کے بعد
زندگی کا انجام
تالیف و ترتیب
حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب
استاذ و رئیس دار الافتاء جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ حمادیہ کراچی

موت کے بعد

زندگی کا انجام

تالیف و ترتیب

حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب

استاذ تفسیر جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ حمادیہ کراچی

شاہ فیصل کالونی نمبر 2 کراچی نمبر 75230

فون نمبر 4572537

نام کتاب :۔ موت کے بعد زندگی کا انجام

تالیف :۔ مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب

باہتمام :۔ عاصم برادران سلمہم الرحمٰن

صفحات :۔ ۱۷۶

سن طباعت :۔ جون ۲۰۱۰ء

تعداد :۔ ۱۱۰۰

کمپوزنگ :۔ کمپیوٹر ۔۔۔ 0300-2886101

قیمت :۔

مکتبہ حمادیہ

شاہ فیصل کالونی نمبر ۲ کراچی کوڈ نمبر ۷۵۲۳۰

فون نمبر :۔ ۳۵۷۲۵۳۲۷

Books@JamiaHammadia.com

www.JamiaHammadia.com

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنی والدہ محترمہ مرحومہ مغفورہ کی طرف منسوب کرتا ہوں، جن کی محبتیں، توجہات، اور دعائیں ہمیشہ ہر مشکل گھڑی میں میرے لئے تقویت کا باعث بنیں، میری ہر کتاب کی تقریب رونمائی کے موقع پر ان سے زیادہ شاید کسی کو مسرت وفرحت ہوتی ہو، ایسے میں وہ دل کی گہرائیوں سے جو دعائیں دیتیں اس سے ''ناچیز'' کی خالی جھولی بھر جاتی، آج ان کی، اور ان کی مخلصانہ مقبول دعاؤں کی کمی بڑی شدت سے محسوس کر رہا ہوں، شاید اس کمی کو ان کے بعد کوئی اور پورا نہ کر سکے۔

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَارْحَمْهَا وَعَافِهَا وَاعْفُ عَنْهَا وَأَكْرِمْ نُزُلَهَا وَوَسِّعْ مُدْخَلَهَا وَاغْسِلْهَا بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهَا مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهَا دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهَا وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهَا وَأَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ وَأَعِذْهَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ

حُسنِ ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابرکت دعائیہ کلمات

پیر طریقت، رہبر شریعت

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بانی ورئیس جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ فَاَنَارَ بِہٖ سُبُلَ السَّلَامِ وَاَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا فَاَوْضَحَ بِہٖ مَعَالِمَ الْاِسْلَامِ وَجَعَلَ اُمَّتَہٗ خَیْرَ الْاُمَمِ فَھَدٰی بِھِمُ النَّاسَ اِلَی الطَّرِیْقِ الْاَمَمِ فَھَدٰی بِھِمُ النَّاسَ اِلَی الطَّرِیْقِ الْاَمَمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی صَفِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَعَلٰی تَابِعِیْھِمْ اِلٰی اٰخِرِ الْاَیَّامِ۔

امابعد!

انسان کی زندگی برف کی قاش کی طرح انتہائی مختصر ہے، جو مسلسل پگھل رہی ہے، اور انسان ہر چڑھتے سورج کے ساتھ بڑی تیزی سے اپنے منطقی انجام کی طرف رواں دواں ہے، مگر وہ اپنے یقینی انجام سے بے خبر طویل المیعاد منصوبہ بندی میں مگن ہے۔ ''موت، برزخی زندگی، حشرنشر، حساب وکتاب، بالآخر جنت یا جہنم کا انجام خیر وبد نہ کسی کو یاد ہے نہ کسی کو اس کی فکر، الا ماشاء اللہ، بہت کم لوگ ہیں جن کو یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کے فرامین

کے تابع اور فرمانبردار بن کر فطری زندگی گزارتے ہیں، جبکہ اکثریت غافل لوگوں کی ہے، وباء کی طرح پھیلی ہوئی اس غفلت کو دور کرنے اور غافل لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا، انبیاء علیہم السلام کے بعد اس فریضہ کو ان کے نائبین ادا کرتے رہے ہیں، اور ادا کرتے رہیں گے۔

الحمدللہ برخوردار مولانا عاصم عبداللہ صاحب سلمہ نے اسی مقصد کے لئے ''موت کے بعد زندگی کے انجام'' نامی کتاب تحریر کی، انہوں نے اس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں موت کے احوال، اور موت کے بعد مؤمنین وکفار کے احوال بسط وتفصیل کے ساتھ قلمبند کئے ہیں۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ پاک موصوف کی اس تصنیف کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، قارئین کے لئے اسے نافع اور مفید بنائے، اور ہم سب کے لئے اسے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین
وصلی اللہ علیہ النبی الکریم

عبدالواحد

پیر طریقت، رہبر شریعت

حضرت مولانا عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

جامعہ ...

۲۹ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

۱۱ جون ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پسند فرمودہ

شیخ المنقول والمعقول

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ باب الاسلام ٹھٹھہ سندھ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد!

اس وقت ہمارے سامنے حضرت مولانا عاصم عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کی تازہ ترین تالیف ''موت کے بعد زندگی کا انجام'' رکھی ہے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ دنیا کی مختصری زندگی صرف آخرت کی زندگی بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دی ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

الدنیا مزرعة الآخرة

''دنیا آخرت کی کھیتی کی جگہ ہے۔''

تو آخرت کی یادگیری اور فکر بڑی اہم چیز ہے۔ ہر مسلمان کو ہمیشہ یہ چیز نظر میں رکھنی چاہئے۔ حضرت مولانا عاصم عبداللہ صاحب دامت برکاتہم نے اس سلسلۂ موت سے لے کر جنت یا جہنم میں جانے تک کے احوال تقریباً ۵۵

عنوانات قائم فرما کر اس طرح ذکر فرمائے ہیں کہ کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیع اہل اسلام کی طرف سے جزاء خیر عطاء فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا دامت برکاتہم کی کم وبیش دو درجن کتابیں منظر عام پر آکر دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے یہ تازہ تصنیف حضرت مولانا دامت برکاتہم کے لئے ذریعۂ نجات آخرت بنائے اور قارئین کے لئے ذریعۂ ہدایت بنے۔ آمین

والسلام

محمد ابراہیم

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث ومہتمم

جامعہ باب الاسلام ٹھٹھہ

۲۹ رجمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب حفظہ اللہ

ابن حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری نور اللہ مرقدہٗ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین سیدنا ونبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد!

ہمارے دوست مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب زید علمہ (ابن پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا عبدالواحد صاحب مدظلہم العالی (بانی ومؤسس ....) نے امت مسلمہ کے نفع کے لئے اور عوام الناس کی دینی تربیت کے لئے اور اہل دنیا کو دین کی طرف رغبت دلانے کے لئے متعدد کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ جو بہت نافع ومفید ہیں، اس پرفتن اور دنیاوی انہماک کے دور میں ایسی دینی کتابیں تالیف کرنا وقت کی اہم ضرورت اور دورِ حاضر کا اہم تقاضا ہے، اور یہ من جانب اللہ توفیق کی بات ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اس کو توفیق سے نواز دیتے ہیں۔

مولانا موصوف کی تصنیفی وتالیفی رغبت کا سبب اللہ تعالیٰ نے بندہ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ کو بنایا، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ان سے فرمایا کہ آپ کا علمی مشغلہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ اپنے .... میں تدریس اور افتاء کی خدمت میں وقت

صرف کرتا ہوں، فرمایا کہ کچھ تصنیفی کام بھی کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ابھی تو صرف تدریس وافتاء کی ذمہ داریاں ادا کررہا ہوں۔ حضرت والد ماجدؒ نے مشکوٰۃ شریف اٹھا کردی اور فرمایا کہ "ریاض الجنۃ" میں جا کر دس احادیث کا ترجمہ لکھ کر لاؤ۔ مولانا موصوف نے تعمیلِ حکم میں دس احادیث کا ترجمہ حضرت والد صاحب کی خدمت میں پیش کردیا، پھر اس کے بعد ماشاء اللہ مفتی عاصم عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کا قلم ایسا رواں ہوا کہ دو درجن سے زائد کتابیں تصنیف کردیں، اور الحمدللہ باعثِ مسرت بات یہ ہے کہ ہر سال ان کی کتب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی رہتی ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے میرے والد صاحب کو حضرت مفتی صاحب کی بیشمار علمی خدمات اور تصنیفی کارناموں کا ذریعہ بنایا۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے قلم میں مزید برکت عطا فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ اپنے بندوں کو ان کی تالیف وتصنیف وتدریس وافتاء سے نفع پہنچائیں۔ انہ علی کل شیٔ قدیر وبالاجابۃ جدیر۔

عبدالرحمن کوثر

حضرت مولانا عبدالرحمن کوثر صاحب حفظہ اللہ

ابن حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری نور اللہ مرقدہٗ

خادم القرآن الکریم بالمسجد النبوی الشریف

واستاذ جامعہ طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احساسات

حضرت مولانا ابوسجاد صدیق احمد صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

نحمده ونصلي ونسلم علی رسوله الکریم.

اما بعد!

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے حیات دنیوی کی حقیقت اور مقصد وغایت کو اپنے کلام مُطہّر ومقدس میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیسیوں مواقع پر بیان کرتے ہوئے اسے "متاع الغرور" دھوکے کا سامان قرار دیا ہے اور فرمایا:

"خلق الموت والحیاة لیبلوکم ایکم احسن عملاً۔"

اس نے موت وحیات کے کشمکش میں انسان کو اس لئے رکھا ہے تا کہ اس کی آزمائش ہو اور امتحان لیا جا سکے کہ کون کس قدر بہتر عمل کا ذخیرہ جمع پونجی کرتا ہے۔

اہلِ علم وفضل وخرد نے دنیا میں سب سے زیادہ نا قابل اعتبار چیز "زندگی" کو گردانا ہے کہ اس کی رفاقت ووفا پر لمحہ بھر کے لئے بھروسہ واعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

اس حقیقت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اہلِ تقویٰ واہل اللہ نے زندگی کے ایک ایک لمحے کو گرانقدر نعمت اور چھن جانے والی غنیمت سمجھتے ہوئے اُسے قیمتی سے قیمتی تر بنانے

کی ہر ممکن سعی وکوشش کی ہے۔

میرے فاضل محترم برادر مکرم رفیق وہمدم حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب (زید مجدھم وبورک فی مساعیھم) نے نہایت اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور زندگی کے انجام کے بارے میں آنکھیں کھلی رکھنے اور اپنے حرکات وسکنات کو نگرانی میں رکھنے کے لئے نہایت زود اثر، بلیغ وو قیع مواد قرآن وحدیث اور کتب معتبرہ کے حوالے سے مدلل طور پر اپنے مہمان قارئین کی خدمت میں گرانقدر ضیافت کے طور پر پیش فرمایا اور عنداللہ مسئولیت وذمہ داری کے بار گراں سے خلاصی حاصل کرنے کے ساتھ خود اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو اس کار خیر میں صرف کر کے اپنی حسن عاقبت کا انتظام اور ہماری عاقبت کی فکر کی ہے۔

کتاب ہر گھر کی اور ہر فرد کی ضرورت ہے۔جس قدر اشاعت اور رسائی زیادہ ہوگی اللہ سے قوی امید ہے کہ اصلاح معاشرہ کے لئے بہترین نسخہ کیمیا ثابت ہوگی۔ ان شاءاللہ العزیز وماذالک علی اللہ بعزیز

الاحقر الافقر

ابو سجاد صدیق احمد

خادم الحدیث والتدریس بالجامعہ الحمادیہ

۲۴رجمادی الثانیہ ۱۴۳۱ھ

۹رجون ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحی کلمات

الحمد لله ذی العز المجيد و البطش الشديد، المبتدئ المعيد الفعال لما يريد المنتقم ممن عصاه بالنار بعد الإنذار بها و الوعيد، المكرم لمن خافه و اتقاه بدار لهم فيها من كل خير مزيد فسبحان من قسم خلقه و جعلهم فريقين فمنهم شقي وسعيد من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعليها وما ربك بظلام للعبيد.

"تمام تعریف اللہ وحدہ لاشریک کے لئے جو صاحب عزت و بزرگی والا ہے۔ جس کی پکڑ انتہائی سخت ہے جو مبدی اور معید ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ نافرمان کو جہنم اور عذابات سے ڈرانے کے بعد سزا دینے والا ہے۔ جو متقی، فرمانبردار کے لئے بہترین ٹھکانہ ہے اور اس کے لئے ایسا گھر تیار کر رکھا ہے جس میں ہر قسم کی خیر و بھلائی ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی مخلوق کی دو قسمیں بنائی ہیں، بعض اچھے بعض برے۔ پس جو شخص نیک کام کرے گا، اپنے ہی نفع کے لئے کرے گا اور جو شخص برا کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے اور اللہ پاک ظالم نہیں ہیں۔"

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو لوگوں کو کلمہ کی طرف بلاتے ہیں، اور نافرمان شخص کو ایسی بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈراتے ہیں،

جس کا ایندھن (انسان) ہوگا اور مؤمنین کو ایسے گھر (جنت) کی خوشخبری دیتے ہیں جس کی نعمتوں کو کبھی زوال اور فنائیت نہیں ہمیشہ آپ ﷺ پر اور آپ کے اصحاب پر درود وسلام نازل ہو۔

اما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو نہ تو بے مقصد پیدا کیا اور نہ ہی اس کو بے کار چھوڑا ہے بلکہ اس کو عظیم کام اور ایک بہت بڑے مقصد کی خاطر پیدا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ. (الذاریات۔۵۶)

''اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔''

جس کام اور مقصد کو آسمانوں، زمین اور پہاڑ پر پیش کیا گیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور خوف کے مارے اس امانت کے اٹھانے سے ڈر گئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا. (الاحزاب۔۷۲)

''ہم نے یہ امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی، تو اُنہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا، اور اُس سے ڈر گئے، اور انسان نے اُس کا بوجھ اُٹھالیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ظالم، بڑا نادان ہے۔''

لیکن انسان نے اپنی کمزوری اور لاچاری کے باوجود اس ذمہ داری کو اٹھالیا اور اپنے لاعلم اور جاہل ہونے کے باوجود اس امانت کو اٹھانے کا اقرار کرلیا۔ لوگوں کی اکثریت نے اس امانت کی مشقت کو شدید بھاری ہونے کے سبب اپنی کندھوں سے اتار پھینکا، اور دنیا سے دل اس طرح جوڑلیا کہ گویا وہ چراگاہوں میں چرنے والے جانور ہیں۔ نہ اپنے خالق حقیقی کو پہچاننے کی فکر، نہ اپنے اوپر اس کے حقوق کا خیال اور نہ دنیا کی طرف بھیجے جانے کے متعلق سوچ وبچار، اگر انسان تدبر وفکر کرے تو دنیا فانی میں اس کا قیام کتنا قلیل ہے۔ اور ابدی عاقبت کی طرف اس کی روانگی کتنی تیز تر ہے۔

جب لوگوں کی عمومی حالت یہی ہے تو مجھے اپنی جان کا اندیشہ لگ گیا اور میں گھبرا گیا کہ کہیں میں بھی انہیں لوگوں میں سے نہ ہوجاؤں تو میں اپنی جان بخشی کی تلاش میں اور اس کے انجام بخیر کی سوچ میں پریشان ہوگیا اور میں نے اس چیز کی تلاش کا آغاز کردیا جو دل کے لئے رقت انگیز ہو اور خشک آنکھوں میں خوف خدا سے آنسو جاری کردے۔

میں نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ (ﷺ) میں گذشتہ لوگوں کے حالات و واقعات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تو میں حیرت زدہ ہوگیا اور مجھے کئی عبرت ناک باتیں معلوم ہوئیں۔ تو میں نے مناسب سمجھا کہ ان میں سے کچھ باتیں تحریر کروں جو وقتاً فوقتاً میرے نفس کی اصلاح کرتی رہیں، اور کسی درجہ میں ممکنہ حد تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا ہوجائے، مجھے توقع ہے کہ یہ عمل میرے لئے زندگی میں موت کے وقت، موت کے بعد اور آخرت کی مشکل گھڑیوں میں عمل صالح بن جائیں گا۔

اس لئے میں نے یہ کتاب قرآن وحدیث اور علماء امت کی کتابوں سے جمع کرکے مرتب کی ہے۔ اس کتاب میں جہاں کفار اور گنہگار لوگوں کے احوال ذکر کئے ہیں، وہیں اہل ایمان، متقی و پرہیز گار لوگوں کے احوال بھی بیان کردیے ہیں، تیز موت کے

وقت فرشتوں کے نزول، جان کنی کا عالم، برزخی زندگی، حشر نشر اور اہلِ جنت کے جنت میں اور اہلِ جہنم کے جہنم میں پہنچ جانے تک اپنی معروضات پیش کی ہیں۔

واضح رہے کہ یہاں پر میرا مقصد ان تمام احوال کو تلاش کر کے ان کا مکمل طور پر احاطہ کرنا نہیں ہے کیونکہ مجھ جیسے کم علم کے لئے یہ کام مشکل ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں جتنا کام ہو سکا وہ قارئین کے سامنے ہے۔ آخر میں ضروری ہے کہ اپنے مخلص دوست جناب مفتی محمد قاسم امیر صاحب رفیق دار التصنیف جامعہ حمادیہ کا شکریہ ادا کرتا چلوں، جنہوں نے اس کتاب کی تصحیح میں میری مکمل مدد کی، اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم سب کو دونوں جہانوں کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ خالصتاً اس کو اپنی رضا مندی کے لئے ٹھہرائے۔ اس کے مؤلف، قاری، کاتب اور اس کی نشر واشاعت میں مدد کرنے والوں کو دائمی نعمتوں والی جنت کے قریب فرمائے۔ اس کو ہمارے لئے حجت بنائے، ہمارے خلاف حجت نہ بنائے۔ اور جن جن تک یہ کتاب پہنچے ان کو اس سے نفع عطا فرمائے۔ بے شک وہ بہترین قبول کرنے والا ہے اور جس سے بھی امید باندھی جائے ان تمام سے زیادہ عطا فرمانے والا ہے، وہی ہمیں کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

عاصم عبداللہ

۲۷ / ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

۱۳ / اپریل ۲۰۱۰ء

بروز منگل

بشری کمزوری

انی رأیت انه لایکتب انسان کتاباً فی یومه الاقال فی غده "لو غیر هذا لکان احسن، ولو زید کذا لکان یستحسن ولو قدم هذا لکان افضل، ولو ترک هذا لکان اجمل، وهذا من اعظم العبرة وهو دلیل علی استیلاء النقص علی سائر البشر.

(قاله العماد الاصفهانی فی مقدمة معجم الادباء)

"میں نے دیکھا ہے کہ آج جس انسان نے بھی فن تصنیف میں قدم رکھتے ہوئے کوئی بھی کتاب خوب اہتمام سے لکھی ہے تو کل کو "زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد" اسے خود اعتراف کرتے ہوئے کہنا پڑا ہے کہ اگر اس مقام پر کوئی تبدیلی کی جاتی تو بہت اچھا ہوتا، اگر کچھ اضافہ کیا جاتا تو اور اچھا سمجھا جاتا، اگر اس عنوان یا عبارت میں تقدیم وتاخیر کی جاتی تو کس قدر بہتر ہوتا، اگر یہ عبارت نہ ہی ذکر کی جاتی تو کیا ہی خوبصورتی پیدا ہو جاتی۔ یہ بڑی عبرت کی بات ہے اور اس بات کی دلیل کہ نقص وکمی اور کمزوری جنس بشر پر مکمل طور پر حاوی ہے۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مؤمن کی پُر وقار، قابلِ رشک موت

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ۔ میں نے خوشی اور غمی دونوں حالتوں میں اس کا امتحان لے لیا۔ وہ ایسا ہی نکلا جیسا کہ میں چاہتا تھا اس کو لے آؤ تا کہ دنیا کی مشقتوں سے اس کو راحت مل جائے۔ ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں۔ ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں ہر گلدستہ میں بیس رنگ ہوتے ہیں، اور ہر رنگ میں نئی خوشبو ہوتی ہے، اور ایک سفید ریشمی رُومال میں مہکتا ہوا مشک ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور فرشتے اُس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اُس کے ہر عضو پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور یہ مُشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا دروازہ اُس کی نگاہ کے سامنے کھول دیتے ہیں۔ اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بہلایا جاتا ہے۔ جیسے بچہ جب روتا ہے، تو گھر والے مختلف چیزوں سے اُس کا دل بہلاتے ہیں۔ کبھی اس کی حوریں سامنے کر دی جاتی ہیں کبھی وہاں کے پھل، کبھی عمدہ عمدہ لباس، غرض مختلف

چیزیں اس کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اس کی حوریں (بیویاں) خوشی میں کودنے لگتی ہیں، یہ سارے مناظر دیکھ کر اُس کی روح بدن میں پھڑکنے لگتی ہے اور قفس عنصری سے نکلنے کے لئے بیتاب ہوجاتی ہے۔ (جیسا کہ پنجرہ میں پرندہ باہر نکلنے کے لئے پھڑ پھڑاتا ہے) اور ملک الموت اُس سے کہتا ہے اے مبارک روح چل اُن بیریوں کی طرف جس میں کانٹا نہیں اور ایسے سایہ کی طرف جو نہایت گہرا وسیع ہے اور پانی بہہ رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی منظر کشی ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ وَّمَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ وَّفَاکِہَۃٍ کَثِیۡرَۃٍ لَّا مَقۡطُوۡعَۃٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَۃٍ وَّفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ ۞ (الواقعہ:۲۹)

"(اصحاب یمین عیش کریں گے) کانٹوں سے پاک بیریوں میں! اور اُوپر تلے لدے ہوئے کیلے کے درختوں میں، اور دُور تک پھیلے ہوئے سائے میں، اور بہتے ہوئے پانی میں، اور ڈھیر سارے پھلوں میں، جو نہ کبھی ختم ہوں گے، اور نہ اُن پر کوئی روک ٹوک ہوگی، اور اُونچے رکھے ہوئے فرشوں میں۔"

اور ملک الموت ایسے نرمی سے بات کرتے ہیں، جیسے ماں اپنے بچے سے کرتی ہے کیونکہ ان کو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ روح اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرب ہے، چنانچہ وہ اس روح کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس فرشتے سے خوش ہوں۔ اس کی روح بدن سے اس طرح سہولت سے نکلتی ہے جیسا کہ آٹے میں

سے باہر نکل جاتا ہے۔ جب روح نکلتی ہے تو سب فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں، اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیتے ہیں۔ جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے۔

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (النحل:۳۲)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کی روحیں فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوتے ہیں، وہ ان سے کہتے ہیں کہ: ''سلامتی ہو تم پر! جو عمل تم کرتے رہے ہو، اس کے صلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

دوسری جگہ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ o فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ.

(الواقعہ ۸۹)

''پھر اگر وہ (مرنے والا) اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہو تو (اس کے لئے) آرام ہی آرام ہے، خوشبو ہی خوشبو ہے، اور نعمتوں سے بھرا باغ ہے۔''

پس جس وقت روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت میں پیش پیش رہتا تھا، اس کی نافرمانی میں سست رہتا تھا، تجھے آج کا دن مبارک ہو تو نے خود بھی عذاب سے نجات پائی اور مجھے بھی نجات دی اور یہی بات جسم، روح سے کہتا ہے۔ اس کی جدائی پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر وہ اکثر عبادت کیا کرتا تھا۔ آسمان کے

وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال اوپر جایا کرتے تھے اور جن سے اس کا رزق اترا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور جب نہلانے والے اس کو کروٹ دیتے ہیں تو وہ فرشتے فوراً اس کو کروٹ دینے لگتے ہیں اور جب وہ کفن پہناتے ہیں تو اس سے پہلے وہ فوراً اپنا لایا ہوا کفن پہنا دیتے ہیں جب وہ خوشبو ملتے ہیں تو وہ فرشتے اس سے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبو مل دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس کے دروازہ سے قبر تک دو طرفہ قطار در قطار کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے جنازہ کی دعا اور استغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

یہ سارے مناظر شیطان دیکھ کر اس قدر زور سے روتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹنے لگتی ہے اور اپنے لشکر سے کہتا ہے تمہارا ستیاناس ہو جائے یہ تم سے کس طرح چھوٹ گیا وہ کہتے ہیں کہ یہ معصوم تھا۔

اس کے بعد جب حضرت ملک الموت اس کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ فرشتے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب ملک الموت علیہ السلام اس کو عرش تک لے جاتے ہیں تو وہاں پہنچ کر وہ روح سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے بندوں کی روح کو " فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ " میں پہنچا دو۔ جب اس کی نعش قبر میں رکھی جاتی ہے تو اس کی نماز دائیں طرف آ کر کھڑی ہو جاتی ہے، روزہ بائیں طرف کھڑا

ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سر کی طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور جماعت کی نماز کو جو قدم چلے ہیں وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں اور (مصائب پر اور گناہوں سے) صبر قبر کے ایک جانب کھڑے ہو جاتے ہیں، اس کے بعد عذاب الٰہی خوفناک دیو ہیکل شکل میں اپنی گردن نکالتا ہے، اور مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے، جب دائیں جانب سے آتا ہے تو نماز اس کو کہتی ہے، کہ ہٹ یہ شخص خدا کی قسم! دنیا میں ہمیشہ مشقت اٹھاتا رہا ابھی ذرا راحت سے سویا ہے۔ پھر وہ بائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ اسی طرح اس کو پیچھے دھکیل دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ سر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت اور ذکر اس کو روک دیتے ہیں کہ ادھر بھی تیرا راستہ نہیں ہے۔ غرض وہ جس جانب سے جانا چاہتا ہے اس کو راستہ نہیں ملتا۔ کیونکہ اس ولی کو ہر جانب سے عبادتوں نے گھیر رکھا ہوتا ہے۔ وہ عذاب عاجز و بے بس ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد صبر جو ایک کونہ میں کھڑا ہوتا ہے، ان عبادتوں سے کہتا ہے کہ میں اس انتظار میں تھا کہ اگر کسی جانب (عبادت کی کسی قسم کی کمزوری سے) کچھ ضعف ہو تو میں اس جانب سے مزاحمت کروں گا، مگر الحمد للہ تم نے مل کر اس کو رفع کر دیا اب میں میزان و ترازو کے وقت اس کے کام آؤں گا اور اس کے نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کر دوں گا۔

اس کے بعد دو فرشتے اس مردہ کے پاس آتے ہیں جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور آواز بادلوں کی زوردار گرج کی طرح ہوتی ہے۔ ان کے دانتوں کی کچلیاں گائے کے سینگوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ان کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ کی لپٹیں نکلتی ہیں، بال اتنے بڑے کہ پاؤں تک لٹکے ہوتے ہیں، ان کے ایک

مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک اتنا فاصلہ کہ کئی دن میں چل کر پورا ہو۔ مہربانی اور نرمی نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں ہوتی، (البتہ سختی کا معاملہ مؤمنوں کے ساتھ نہیں کرتے، لیکن ہیبت ہی کیا کم ہے) ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک اتنا بڑا اور بھاری ہتھوڑا ہوتا ہے کہ اگر ساری دُنیا کے انسان اور جنات مل کر اٹھانا چاہیں تو اُن سے نہ اٹھ سکے۔

وہ آکر مردہ سے کہتے ہیں بیٹھ جا، مُردہ ایک دم بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کے سر سے نیچے سرین تک آجاتا ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا مذہب کیا ہے؟ تیرے نبی کا کیا نام ہے؟

مُردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تبارک وتعالیٰ ہیں جو وحدہ لاشریک لہ ہیں۔ (وہ تن تنہا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں) میرا دین اسلام ہے، میرے نبی محمد ﷺ ہیں جو خاتم النبیین ہیں، وہ دونوں کہتے ہیں کہ تو نے صحیح کہا ہے اس کے بعد وہ قبر کی دیواروں کو سب طرف سے ہٹا دیتے ہیں جس سے قبر اوپر سے اور چاروں جانب سے دائیں بائیں سرہانے اور پائنتی سے بہت زیادہ وسیع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ سر اوپر اُٹھاؤ۔ مردہ جب سر اٹھاتا ہے تو اس کو ایک دروازہ نظر آتا ہے جس میں سے جنت نظر آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ کے ولی! وہ جگہ تمہارے رہنے کی ہے۔ اس وجہ سے کہ تم نے اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کو اس وقت ایسی خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی۔ اس کے بعد وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اب اپنے پاؤں کی

طرف دیکھو۔ وہ دیکھتا ہے تو جہنم کا ایک دروازہ نظر آتا ہے (جس سے جہنم کے عذاب کی مختلف خوفناک شکلیں اس کو نظر آتی ہیں) وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے ولی! تو نے اس دروازے سے نجات پائی۔ اس وقت مُردہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی، اس کے بعد قبر میں ستتر دروازے جنت کی طرف کھل جاتے ہیں جن میں سے وہاں کی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبو آتی رہتی ہیں اور قیامت تک یہی منظر رہے گا۔

اللہ پاک سے ملاقات کا اشتیاق

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! موت کو ناپسند کرنے سے کیا مراد ہے؟ ہم سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے۔ فرمایا: اس طرح نہیں ہے بلکہ جب مؤمن آدمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت وخوشنودی اور جنت کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو چاہتا ہے اور جب کافر کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت تیار کر کے رکھ دی جاتی ہے تو لوگ اپنے کندھوں پر اس کو اٹھا لیتے

ہیں۔ اگر میت نیک ہو تو وہ کہتی ہے مجھے آگے پہنچا دو، اور اگر نیک نہ ہو تو وہ اپنے اہل خانہ سے کہتی ہے، ہائے اس پر ہلاکت ہو وہ اس کو کہاں لئے جا رہے ہیں؟ ہر چیز اس آواز کو سنتی ہے سوائے انسان کے، اور اگر انسان سن لے تو وہ بے ہوش کر گر پڑے۔

قیامت کے روز متقی لوگوں کا اعزاز

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وِرْدًا۔ (مریم:۸۶)

''(اس دن کو نہ بھولو) جس دن ہم سارے متقی لوگوں کو مہمان بنا کر خدائے رحمٰن کے پاس جمع کریں گے، اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح ہنکا کر دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔''

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے کہ وہ متقی اولیاء جو دنیا میں اس سے ڈرا کرتے تھے، اس کے رسولوں کی اتباع کرتے تھے، رسول جو خبر دیتے اس کی تصدیق کرتے، جو حکم دیتے اس کی بجا آوری کرتے اور جس سے منع کر دیتے اس سے رک جاتے، یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ان متقی لوگوں کو اپنی طرف وفد کی صورت میں جمع کرے گا، وفد سوار ہو کر آنے والی جماعت کو کہتے ہیں اور اسی لفظ سے وفود ہے۔ اور آخرت والے گھر میں خالص اور عمدہ نور والی سواریوں پر وہ سوار ہوں گے اور جن جن کی طرف وفد جاتے ہیں ان سب سے بہترین ہستی کی طرف اور اس بہترین ہستی کے عزت اور رضامندی والے گھر کی طرف وہ آنے والے ہوں گے۔

اہلِ ایمان کا جنت میں داخلہ بڑی شان کے ساتھ ہوگا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ. اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ.

''(دوسری طرف) متقی لوگ باغات اور چشموں کے درمیان رہیں گے۔ (اُن سے کہا جائے گا کہ) ''ان (باغات) میں سلامتی کے ساتھ بے خوف ہوکر داخل ہو جاؤ۔''

دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَاءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ. (الزمر:۷۳)

''اور جنہوں نے اپنے پروردگار سے تقویٰ کا معاملہ رکھا تھا انہیں جنت کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے، جبکہ اُس کے دروازے اُن کے لئے پہلے سے کھولے جاچکے ہوں گے، (تو وہ عجیب عالم ہوگا) اور اُس کے محافظ اُن سے کہیں گے کہ: ''سلام ہو آپ پر، خوب رہے آپ لوگ! اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے آجایئے۔''

یعنی اہلِ جنت کو جنت میں قیام کرنے کے لئے اعزاز واکرام کے ساتھ داخل کیا جائیگا، ان کے استقبال کے لئے پہلے سے دروازے کھلے ہوں گے، اور جنت کے

محافظ فرشتے سلام کریں گے، اور خوش عیش زندگی کی مبارکباد دیں گے اور یہ سنا دیں گے آپ حضرات ایسی جگہ قیام پذیر ہو رہے ہیں جہاں امن وامان اور سلامتی ہی سلامتی ہے۔ یہاں ہمیشہ اور باسلامت رہو گے نہ خوف وہراس ہوگا نہ کسی طرح گھبراہٹ ہوگی، رنج وغم، دکھن تھکن اور تھکن کا نام نہ ہوگا۔

اہلِ ایمان کو فرشتوں کی جانب سے ہدیۂ تبریک

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ. (الرعد:۲۲)

''اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر سے کام لیا ہے، اور نماز قائم کی ہے، اور ہم نے انہیں جو رزق عطا فرمایا ہے، اس میں سے خفیہ بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا ہے، اور وہ بدسلوکی کا دفاع حسنِ سلوک سے کرتے ہیں، وطنِ اصلی میں بہترین انجام ان کا حصہ ہے۔''

حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہے کہ اہل جنت کو داخلۂ جنت کی مبارک بادی دینے کے لئے ہر طرف سے فرشتوں کی جماعتیں سلام کرتی ہوئی داخل ہوں گی، ان کو اللہ کے تقرب اور انعام اور دارالسلام میں اقامت گزینی اور نبیین اور صدیقین کے پڑوس میں رہنے کا جو شرف نصیب ہوگا، اس پر مبارک باد دیں گے۔

دخولِ جنت پر اہلِ جنت کے کلماتِ تشکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ

(الزمر:۷۴)

''اور وہ (جنتی) کہیں گے کہ: ''تمام تر شکر اللہ کا ہے جس نے ہم سے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا، اور ہمیں اس سرزمین کا ایسا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنا ٹھکانا بنالیں۔ ثابت ہوا کہ بہترین انعام (نیک) عمل کرنے والوں کا ہے۔''

جہاں چاہیں جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر جنتی کو بہت بڑی لمبی چوڑی جگہ دی ہے جس میں پورا پورا اختیار حاصل ہے کہ جہاں چاہے قیام کرے کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور کوئی جگہ ایسی بھی نہیں ہے جو قابل قیام نہ ہو، اور اپنی جگہ سے جب کسی دوسرے جنتی سے ملنے کا ارادہ کریں گے تو اس کا بھی اختیار ہوگا۔

سورہ اعراف میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ.

(الاعراف:۴۳)

''اور اُن کے سینوں میں (ایک دوسرے سے دُنیا میں) جو کوئی رنجش رہی ہوگی، اُسے ہم نکال باہر کریں گے۔ اُن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، اور وہ کہیں گے: ''تمام تر شکر اللہ کا ہے، جس نے ہمیں اس منزل تک پہنچایا۔ اگر اللہ ہمیں نہ پہنچاتا تو ہم کبھی منزل تک نہ پہنچتے۔ ہمارے پروردگار کے پیغمبر واقعی ہمارے پاس بالکل سچی بات لے کر آئے تھے۔'' اور اُن سے پکار کر کہا جائے گا کہ: ''لوگو! یہ ہے جنت! تم جو عمل کرتے رہے ہو، اُن کی بنا پر تمہیں اس کا وارث بنادیا گیا ہے۔''

جنتیوں کی پہلی ضیافت

حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین روٹی بن جائے گی، جس کو جبار (وقہار) اپنے دستِ قدرت میں لے کر الٹے پلٹے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹا پلٹتا ہے (الٹ پلٹ کو مستوی بنا کر) اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک یہودی آپہنچا اور کہنے لگا۔ اے ابو القاسم! رحمٰن آپ پر برکت نازل فرمائے کیا آپ کو یہ بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی پہلی مہمانی کس چیز سے ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں بتادو۔ اس نے اس طرح بیان کیا جس طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمین کی ایک روٹی بن جائے گی (جسے اہل جنت سب سے پہلے ناشتہ میں کھائیں گے) راوی کہتے ہے کہ اس یہودی کی بات سن کر آنحضرت ﷺ ہماری طرف دیکھ کر اس طرح ہنسے کہ آپ کی آخری

ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں ۔ (یہ ہنسنا اس خوشی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو علوم انبیاء و سابقین کو دیئے تھے مجھے بھی دیئے ہیں ، جن میں سے بعض چیزیں نقل در نقل ہو کر یہودیوں میں بھی مشہور و معروف ہیں ۔)

اس کے بعد اس یہودی نے کہا کہ آپ کو یہ (بھی) بتاؤں کہ اہل جنت کا سالن کیا ہوگا؟ (جس سے اولین مہمانی کی وہ روٹی کھائیں گے جو زمین سے بنی ہوگی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا (وہ بھی) بتادے ۔ اس یہودی نے کہا بیل اور مچھلی ہوگی اور ان کی کلیجی کے زائد حصے سے ستر ہزار افراد کھائیں گے ۔ جنت میں کھاتے پیتے رہیں گے مگر سب سے پہلے بطور ابتدائی مہمانی کے جو ناشتہ پیش کیا جائیگا وہ زمین کی روٹی کا ہوگا ۔ متقی لوگ جنت کی انواع و اقسام کی ایسی ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے وہم و گمان میں ان کا گذر ہوا ۔ اس کا ذکر کیا جائے تو بیان طویل ہو جائے گا ۔ اور اس کا حق بھی پورا ادا نہ ہوگا ۔ اور میں حیران تھا کہ کہاں سے آغاز کروں اور کون سی بات پہلے ذکر کروں ، لیکن اگر رسول اللہ ﷺ کی ایک جامع اور منفرد حدیث قدسی سے آغاز کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا ۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ، کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے وہم و گمان میں ان کا گذر نہیں ہوا اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو ۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. (السجدہ:۱۷)

''چنانچہ کسی شخص کو کچھ پتہ نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے آنکھوں

کی ٹھنڈک کا کیا سامان اُن کے اعمال کے بدلے میں چھپا کر رکھا گیا ہے۔''

گذشتہ صفحات میں چونکہ اہلِ ایمان کی جزاء کے تحت ''جنت'' کا ذکر بکثرت آیا ہے، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند صفحات میں مختصراً جنت کا ضروری تذکرہ وتعارف ذکر کر دیا جائے، تاکہ جنت کی اہمیت معلوم ہو سکے۔

جنت کی انواع واقسام کی نعمتیں......ایک نظر میں

حافظ ابن القیم الجوزیہؒ جنت کی صفات اور خوبیوں کو سامنے رکھ کر بطور ترغیب اور شوق دلانے کے جنت کی کچھ اس طرح سے عکس بندی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسے عظیم الشان گھر کی عظمت کے کیا پوچھنے جس کو اللہ تعالیٰ نے بذاتِ خود اپنے دستِ مبارک سے بنایا ہوا اور اپنے محبوبان اور عشاق کا مستقر ٹھہرایا ہو۔ اس کو اپنی رحمت، شان اور رضامندی سے پُر کیا ہو، اس کی نعمتوں کو عظیم کامیابی قرار دیا ہو۔ اس کی بادشاہی کو ملکِ کبیر بنایا ہو، اس میں خوبیوں کو کامل طور پر مخصوص کر دیا ہو اس کو ہر قسم کے عیب، آفت اور نقصان سے پاک کر دیا ہو۔

اگر تو اس کی زمین اور خاک کا پوچھے تو وہ کستوری اور زعفران کی ہے۔

اگر تو اس کی چھت کا پوچھے تو عرشِ رحمان کی ہے۔

اگر تو اس کی لپائی کے گارا کا پوچھے تو وہ خوشبودار کستوری کا ہے۔

اگر تو اس کی بجری کا پوچھے تو وہ لولو اور جواہر کی ہے۔

اگر تو اس کی عمارت کا پوچھے تو اس کی ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک سونے کی ہے۔

اگر تو اس کے درختوں کا پوچھے تو ان میں سے ہر ایک درخت کا تنا سونے کا اور چاندی کا ہے نہ کہ لکڑی کا۔

اگر تو اس کے پھل کا پوچھے مشکوں کی طرح (بڑے بڑے) ہیں، جھاگ سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں۔

اگر تو ان کے پتوں کا پوچھے تو وہ ایک باریک اور نفیس پوشاکوں سے بھی اعلیٰ درجہ کے حسین ہیں۔

اگر تو جنت کی نہروں کا پوچھے تو کچھ نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ بدستور قائم ہے اور کچھ نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کے لئے خوب لذیذ ہوں گی اور کچھ نہریں صاف ستھرے شہد کی ہیں۔

اگر تو ان کے طعام کا پوچھے تو وہ میوے ہیں جو نسے چاہیں پسند کریں گے اور گوشت ہوگا اُڑتے جانوروں کا جس قسم کا جی چاہے گا۔

اگر تو ان کے برتنوں کا پوچھے تو وہ سونے چاندی کے ہوں گے، شیشے کی طرح صاف (کہ اندر کی چیز باہر نظر آئے گی)۔

اگر تو جنت کے دروازوں کی چوڑائی کا پوچھے تو دروازے کے دو چوکھٹوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے اس پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ رش کی وجہ سے بھیڑ لگی ہوگی۔

اگر تو جنت کے درختوں کی ہوا چلنے کا پوچھے تو وہ اپنے سننے والے کو مسحور کر دے گی۔

اگر تو ان کے سایہ کا پوچھے تو ان میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ تیز ترین گھڑ سوار سو سال تک اس کے سایہ میں چلتا رہے تب بھی اس کو طے نہ کر سکے۔

اگر تو جنت کی چوڑائی اور کشادگی کا پوچھے تو سب سے کم درجہ کا جنتی اپنی مملکت، تخت، محلات اور باغات میں دو ہزار سال کی مسافت تک چلتا رہے۔

اگر تو جنت کے خیموں اور قبوں کا پوچھے تو (ان میں ہر ایک کا خیمہ ایسے خولدار موتی کا بنا ہوا ہے) تمام خیموں میں مجموعی طور پر اس کی لمبائی ساٹھ میل ہے۔

اگر تو اس کے بالا خانوں اور کوٹھیوں کا پوچھے تو یہ ایسے بالا خانے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر بنائے گئے ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اگر تو ان محلات کی بلندیوں کا سوال کرے تو تو طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھ لے یا افق آسمان میں غروب ہونے والے ستارے کو دیکھ لے جو مشکل سے نظر آتا ہے۔

اگر تو اہل جنت کے لباس کا پوچھے تو وہ ریشم اور سونے کا ہوگا۔

اگر تو اس کے بچھونوں کا پوچھے تو ان کا استر موٹے ریشم کا ہے جو بڑے سلیقہ سے بچھایا گیا ہے۔

اگر تو ان کی مسہریوں کا پوچھے تو وہ ایسے تخت ہیں جن پر سونے کے نگینوں سے شاہی مسہریوں کی چھت بنی ہوئی ہے نہ تو ان میں کوئی بٹن ہے نہ سوراخ۔

اگر تو اہل جنت کی عمر کا پوچھے تو وہ آدم ابو البشر علیہ السلام کی شکل پر ۳۳ سال کی عمر میں ہوں گے۔

اگر تو جنت والوں کے چہروں کا اور ان کے حسن کا پوچھے تو وہ چاند کی شکل ہوں گے۔

اگر تو ان کے گیت کا پوچھے تو ان کی بیویاں حور عین خوش الحانی کریں گی اور ان سے زیادہ خوبصورت آواز فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ہوگی اور ان سب سے بلند تر رب العالمین کے خطاب کا حسن ہوگا۔

اگر تو جنت والوں کی سواریوں کا پوچھے جن پر وہ سوار ہو کر ایک دوسرے کی ملاقات اور زیارتیں کریں گے تو وہ نہایت شان و شوکت اور اعلیٰ درجہ کی سواریاں ہوں گی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی منشاء سے جس چیز سے چاہا پیدا کیا ہے یہ جنت والے ان پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے جنتوں کی سیر کریں گے۔

اگر تو ان کے زیور اور لباس کی زیب و زینت کا پوچھے تو کنگن تو سونے اور اعلیٰ درجہ کے موتیوں کے ہوں گے اور سروں پر شاہی تاج ہوں گے۔

اگر تو اہل جنت کے چھوکروں کا پوچھے تو وہ ہمیشہ رہنے والے ایسے لڑکے ہوں گے گویا کہ وہ (غایت حسن و جمال میں) حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں۔

اگر تو ان کی دلہنوں اور بیویوں کا پوچھے تو وہ نوعمر (نوجوان) عورتیں ہوں گی ہم عمر جن کے اعضاء میں آب شباب گردش کرتا ہوگا۔ گلاب اور سیب جیسے رخسار ہوں گے، منظوم موتیوں کی شکل دانتوں میں سمارکھی ہوگی، کمر نرم و نازک ہوگی، جب چہرے کا جلوہ دکھائے تو سورج اس کے مکھڑے کی رعنائیوں میں لہلہاتا ہو، جب مسکرائے تو بجلی اس کے دانتوں سے چمک اٹھے۔ جب تیرا اسکی شیفتگی سے آمنا سامنا ہو تو دو خوبصورت ستاروں کے مقابلہ میں تو جو جی میں آئے کہہ سکتا ہے۔ جب وہ جنتی سے کلام کرے گی تو تو دو محبوبوں کی باہمی گفتگو کے متعلق کیا گمان کرتا ہے؟ جنتی اس جنت کی دلہن رخسار میں دیکھے گا جیسے صاف شفاف آئینہ میں کسی چیز کو دیکھا جاتا ہے، گوشت کے اندر سے ہڈی کے اندر کا حصہ بھی نظر آئے گا نہ تو اس کے سامنے اس کی جلد پردہ بنے گی نہ اس کی ہڈی اور نہ ہی اس کی پوشاکیں۔ اگر (جنت کی یہ عورت) زمین پر جھانک لے تو آسمان و زمین کی فضاء کو خوشبو سے معطر کر دے اور تمام مخلوقات

کی زبانوں کو کلمہ تکبیر اور تسبیح پکارنے پر بے ساختہ مجبور کردے اور اس کی وجہ سے دنیا کے دونوں کنارے بج جائیں اور اپنے غیر کے دیکھنے سے تمام آنکھوں کو بند کرادے، اور ہاں سوج کی روشنی کو ایسے ماند کردے جس طرح سے سورج ستاروں کی روشنی کو ماند کردیتا ہے، اور روئے زمین پر بسنے والے سب اللہ حی وقیوم پر ایمان لے آئیں۔ اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کی سب چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے اور اس سے محبت تمام خواہشات سے زیادہ تڑپانے والی ہے، جتنا زمانوں پر زمانے بیتتے جائیں گے وہ حسن وجمال میں ترقی کرتی چلی جائے گی۔ طویل زمانہ گزرنے پر بھی اس کی محبت اور ملاپ میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، وہ حمل، ولادت، حیض ونفاس سے پاک ہوگی، نزلہ، بلغم، پیشاب، پاخانہ اور دیگر گندگیوں سے بھی پاک ہوگی، اس کی جوانی نہ جائے گی، اس کا لباس پرانا نہ ہوگا، نہ اس کے حسن کی رعنائیاں ضعیف پڑیں گی، نہ اس کی صحبت کی چاشنی سے دل بھرے گا، اس کی نگاہ (نازو ادا وغیرہ) بس اپنے خاوند کی طرف رہے گی اس لئے وہ کسی غیر کی طمع نہ کرے گی ایسے ہی جنتی مرد کی نگاہ (اور چاہت) اس حور کی طرف رہے گی اور یہی اس کی انتہائی خواہش ہوگی اگر یہ اس کی طرف نظر کرے تو اس کو خوش کردے گی۔

اگر حکم کرے تو تسلیم کرے گی۔ اگر اس سے دور جائے تو اس کی حفاظت کریگی، یہ اس حور کے ساتھ ساتھ رہے گا خواہشات اور پاکدامنی کے ساتھ۔ یہ ایسی ہے جس کو کسی اور انسان اور جن نے ہاتھ تک نہ لگایا ہوگا۔ جب جنتی اس حور کو دیکھے گا اس کا دل سرور ولذت دیدار سے اچھل جائے گا، اور جب وہ جنتی سے بات کرے گی اس کے کانوں کو بکھرے ہوئے اور منظوم موتیوں سے سجادے گی اور جب اپنا جلوہ دکھائے

گی تو محل اور بالا خانہ کو چمکا دے گی۔

اگر تو آنکھ کی سیاہی کا پوچھے تو وہ صاف شفاف سفیدی میں خوبصورت سیاہی ہے خوبصورت گہرائی میں، اگر تو ان کے قدموں کا پوچھے تو کیا تو نے خوبصورت ٹہنیاں دیکھی ہیں۔

اگر تو ان کے رنگ روپ کا پوچھے تو گویا وہ یاقوت و مرجان (جیسی) ہیں۔

اگر تو ان کے حسن تخلیق کا پوچھے تو وہ عورتیں ہیں گوری رنگت والی جن میں خوبیاں اور خوبصورتیاں سب جمع کر دی گئی، ان کو جمال ظاہری و باطنی سے سنوارا گیا ہے، وہ دلوں کی بہار ہیں، آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

اگر تو اس کے ساتھ عیش ونشاط اور مباشرت کی دلربائی کا اور وہاں کے مزہ کا پوچھے تو وہ پیار کرنے والی، خاوندوں پر مرنے والی، خاوندوں کے حقوق کو حسن اسلوب سے اسی طرح سے ادا کرنے والی ہیں، جس ذوق سے وہ چاہت کریں گے۔ تمہارا اس عورت کے متعلق کیا خیال ہے جب خاوند کے سامنے مسکرائے اور اپنی مسکراہٹ سے جنت جگمگا ڈالے، اگر وہ ایک محل سے دوسرے میں منتقل ہو تو یہ کہے کہ یہ (حسن کا) ایک سورج ہے جو اپنے فلک کے ایک برج میں منتقل ہوا ہے، جب اس سے گفتگو کی جائے گی تو اس گفتگو کے حسن پر قربان، اگر وہ سینے سے لگائے گی تو اس کے لذت ملاپ اور معانقہ کی کیا انتہاء ہے اگر وہ سریلی آواز سے نغمہ سرائی کرے گی تو آنکھوں اور کانوں کو لبھا دے گی، اگر وہ محبت اور پیار سے میل جول کرے گی اور اپنے سے مستفید کرے گی تو ایسی پیار بھری موانست اور استفادہ کو خوش آمدید، اگر وہ بوس و کنار کرے تو اس کے بوسہ سے زیادہ دل پسند کوئی شے نہیں، اگر اس سے صحبت کی

جائے گی تو اس سے زیادہ لذت اور نشاط کہیں نہیں ہوگی۔ یہ تو جنت اور اس کی حوروں کا حال رہا، اگر تو یوم مزید کا پوچھے اور پروردگار عالم کی زیارت اور چہرہ کا تو اس کی کوئی صفت اور شان جاہ جمال کی بن نہیں آتی یہ تو صرف مشاہدہ سے ہی تعلق رکھتی ہے۔

(بحوالہ جنت کے حسین مناظر)

جنت کا ایک عظیم الشان درخت

علامہ ابن جریرؒ نے وہب بن منبہ کا ایک عجیب وغریب اثر نقل فرمایا ہے جسے ہم قارئین کرام کے استفادہ کے لئے یہاں پورا نقل کرتے ہیں۔

"وہب بن منبہ فرماتے ہیں:

جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے، اس کے سایہ میں شہسوار سو سال تک بھی چلتا رہے تو اس کا سایہ ختم نہ ہوگا، اس کے پھول ریشمی کپڑے کے ہوں گے۔ اس کے پتے چادریں ہوں گی۔ اس کی ٹہنی عنبر کی ہوں گی، اس کی کنکریاں یاقوت ہیں، اس کی مٹی کافور ہے، اس کا کیچڑ کستوری۔ اس درخت کی جڑوں سے شراب، دودھ اور شہد کی نہریں نکلتی ہیں، اہل جنت کے باہم مل بیٹھنے کی جگہ یہ ہے۔ ایک دفعہ وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوں گے کہ ان کے رب کی طرف سے فرشتے آجائیں گے۔ وہ بڑی تیز رفتار اونٹنیاں لائیں گے جن کی مہاریں سونے کی زنجیریں ہوں گی۔ ان کے چہرے خوبصورتی کے لحاظ سے چراغ کی طرح روشن ہوں گے۔ ان کی اون نرمی میں مرعزی ریشم کی طرح ہوگی۔ ان پر کجاوے ہوں گے جن کی تختیاں یاقوت کی ہوں گی، پالکیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کے اوپر سندس، استبرق، ریشم کے کپڑے ہوں گے۔ فرشتے ان کو بٹھاتے

ہوئے اہل جنت سے عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور سلام عرض کرلیں۔ اہل جنت ان سواریوں پر سوار ہو جائیں گے۔ یہ سواریاں پرندوں سے بھی زیادہ تیز رفتار چلیں گی۔ بستر سے بھی زیادہ نرم و نازک ہوں گی۔ وہ بغیر کسی تکلیف کے دوڑیں گی۔ ہر ایک سوار اپنے ساتھی کے پہلو بہ پہلو باہم بات کرتا ہوا جائے گا۔ کسی سواری کا کان دوسری سواری کے ساتھ نہ چھوئے گا، کسی کا پہلو کسی کے پہلو سے نہ لگے گا۔ چلتے چلتے اگر راستہ میں کہیں درخت آجائے تو خود درخت راستہ سے ہٹ جائے گا تاکہ ان دونوں بھائیوں میں دوری پیدا نہ ہو جائے۔ چلتے چلتے رحمان ورحیم کی بارگاہ اقدس میں جا پہنچیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنا روشن چہرہ ان کے سامنے کھول دے گا تاکہ یہ لوگ اس کے چہرے کو دیکھ لیں۔ جب زیارت کرلیں گے تو کہیں گے اے اللہ! تو ہی سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی حاصل ہوتی ہے، جلال واکرام کا صرف تو ہی حقدار ہے۔ اہل جنت کی یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں ہی سلام ہوں اور سلامتی مجھ سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے، میری رحمت اور محبت تمہارے لئے واجب ہو چکی ہے، میں اپنے بندوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو مجھے دیکھے بغیر مجھ سے ڈرتے رہے اور میرے احکام پر عمل کرتے رہے۔ اہل جنت عرض کریں گے اے اللہ! ہم تیری کما حقہ عبادت نہ کر سکے اور تیری تعریف کا بھی حق ادا نہ کر سکے لہٰذا ہمیں اجازت دے کہ تیرے سامنے تجھے سجدہ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ جگہ عبادت اور تکلیف کی نہیں، یہ ایسا گھر ہے جہاں سے انعام واکرام کی بارش ہوگی میں نے اب عبادت کا بوجھ ختم کر دیا ہے، اب جو چاہتے ہو سوال کرو کیونکہ اس وقت جو مانگو گے ملے گا۔ چنانچہ کم از کم جس کا سوال

ہوگا وہ یہ ہوگا کہ اے اللہ! دنیا والے دنیا کے حصول میں ایک دوسرے کی ریس کرتے رہے اور باہم خطرے میں مبتلا رہے۔ اے میرے رب! مجھے ہر وہ چیز عطا کر جو دنیا والوں کو تو نے ابتدائے آفرینش سے دنیا ختم ہونے تک دی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج تیری آرزوئیں بہت مختصر ہیں، تو نے اپنے مرتبے کے مطابق سوال نہیں کیا۔ یہ تو میں نے تجھے دیا اور میں تجھے اپنے مرتبے کے مطابق تحفہ دوں گا کیونکہ میری عطا میں بخیلی اور کوتاہی نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندوں کے سامنے وہ چیزیں پیش کرو جہاں تک ان کی آرزوئیں بھی نہیں پہنچیں اور ان کے دل میں ان کا خیال تک بھی نہ آیا۔ پھر دوسرے ان کو یاد دلائیں گے، یہاں تک کہ ان کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی یعنی وہ ساری چیزیں جو ان کے دل میں ہوں گی، ان کو پیش کر دی جائیں گی، ان میں گھوڑے بھی ہوں گے، ہر چار جتے ہوئے گھوڑوں پر ایک ہی یاقوت کا تخت بچھا ہوا ہوگا اور ہر تخت پر خالص سونے کا ایک قبہ ہوگا۔ ان میں سے ہر قبے میں جنتی بستر ہوں گے۔ ان میں سے ہر قبے میں دو نوجوان سفید رنگ کی موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ان میں سے ہر لڑکی پر جنتی کپڑوں میں سے دو کپڑے ہوں گے اور جنت کا کوئی رنگ ایسا نہ ہوگا جو ان دو کپڑوں میں نہ ہو۔ اور کسی عطر کی خوشبو ایسی نہ ہوگی جس کی مہک ان کپڑوں سے نہ آتی ہو۔ ان کے چہروں کی چمک قبے کی دبیز تہوں سے پار ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ جو ان کو دیکھے گا وہ سمجھے گا کہ یہ قبے سے باہر ہیں۔ ان کی ہڈی کا گودا پنڈلی کے اوپر سے ایسا نظر آئے گا جیسے سرخ یاقوت میں سفید دھاگہ پرو رکھا ہو۔ وہ عورتیں اپنے شوہر کو دیکھ کر محسوس کریں گی کہ اس کو اپنی سہیلیوں پر فضیلت حاصل ہے جیسے سورج کو پتھر کے ٹکڑے پر یا اس سے بھی بہتر،

اور وہ ان دونوں کو ایسا ہی دیکھے گا۔ پھر جنتی شخص ان کے پاس جائے گا تو وہ اس کو سلام کریں گی اور اس کا بوسہ لیں گی اور اس سے بغل گیر ہوں گی اور اس سے کہیں گی کہ خدا کی قسم! ہمارے تو وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اللہ نے تجھ جیسے آدمی پیدا کیے ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم دیں گے اور وہ فرشتے ان اہل جنت کو جنت میں صف بنا کر لے چلیں گے اور چلتے چلتے اس مقام تک جا پہنچیں گے جو ان کے لئے رب کریم نے تیار کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر)

جنت کا تعارف......قرآن کریم کی روشنی میں

جس جنت کا متقیوں اور فرماں برداروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسی پانی کی ہیں جس میں ذرا بھی تغیر نہ ہوگا اور بہت سی دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بھی بدلا ہوا نہ ہوگا، اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں، جو پینے والوں کو بہت لذیذ اور مزیدار معلوم ہونگی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہونگی اور جنتی لوگوں کے واسطے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔

(سورہ محمد: پ ۲۶)

جو شخص قیامت کی پیشی کا خوف رکھ کر خدا کی اطاعت کرے گا، اس کے لئے دو جنتیں ہونگی۔ ایک خدا کے خوف کا بدلہ، دوسرے گناہوں کے چھوڑنے کا بدلہ۔ ان دونوں میں میوہ دار درخت کثرت سے ہوں گے اور ہر درخت میں قسم قسم کے پھل ہوں گے اور ان باغات کی لمبائی اتنی ہوگی جس میں درمیانی رفتار سے اگر کوئی آدمی چلے، تو سو سال میں اس کی لمبائی ختم ہو سکے۔ اور ان میں اعلیٰ درجہ کے مکانات ہوں

گے اور ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ ایک کا نام تسنیم، دوسرے کا نام سلسبیل، اور ان دونوں چشموں کی خصوصیت یہ ہوگی کہ جنت میں رہنے والا شخص جہاں چاہے اور اپنے مکان کے جس درجے میں چاہے اسی جگہ بے تکلف پانی لے لے۔ ان دونوں باغوں میں ایک خصوصیت یہ ہوگی کہ ان میں دو قسم کے پھل ہونگے۔ ایک کی صورت دنیا کے پھلوں کی طرح، دوسرے کی صورت بالکل نئی جو دیکھی سنی نہ ہوگی، اور یہ لوگ جنت میں تکیے لگائے ایسے بستر پر آرام کریں گے جن کے استر ریشمی کپڑے کے ہوں گے اور ان کے ابرے نور کے ہوں گے ان کے پھلوں کی یہ خصوصیت ہوگی کہ ان کی شاخیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان کے پھل جب جی چاہے گا فوراً خود بخود ٹوٹ کر منہ میں گر پڑیں گے اور ان دونوں باغوں میں نیچی نظر والی شرمیلی دوشیزہ لڑکیاں ہوگی جن کو ان کے شوہروں کے علاوہ کسی نے بھی ہاتھ نہ لگایا ہوگا اور وہ عورتیں اس قدر خوب صورت ہوں گی جیسے کہ موتی اور لعل کی تراشی ہوئی تصویریں۔ غرضیکہ یہ دونوں جنتیں سونے کی بنی ہوئی ہوں گی۔ اور ان کا تمام سامان بھی سونے کا ہوگا۔ (بخاری و مسلم) جو سابقین کے حصے میں آئے گا اور ان دونوں سے علاوہ دو جنتیں چاندی کی ہوں گی اور ان کا سارا سامان بھی چاندی کا ہوگا۔ (بخاری و مسلم) اور ان کا رنگ ایسا گہرا سبز ہوگا کہ دیکھنے سے آنکھوں میں نور اور دل میں فرحت و تازگی بڑھے گی اور ان میں جوش مارتے ہوئے دو چشمے ہوں گے اور کثرت سے پھل خصوصاً کھجوریں اور انار بھی ہوں گے جو خوش ذائقہ ہونے ساتھ ساتھ غذا بھی ہیں اور دوا بھی ہیں اور ان چاروں باغوں میں ایسی عورتیں ہوں گی جو خوبصورت بھی ہوں گی اور نیک سیرت بھی ہوں گی، جو موتیوں کے تراشے ہوئے خیموں میں بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ جن

کو ان کے شوہروں سے پہلے کسی نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہوگا اور اس جنت کے رہنے والے سبز قالینوں اور قیمتی بستروں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ اور یہ دونوں جنتیں اصحاب الیمین کے حصے میں آئیں گی۔

سورہ واقعہ میں ارشاد ہے:

اور سب سابقین جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگا کر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے ہوں گے ان کی خدمت گزاری کے لئے لڑکے پھرتے ہوں گے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں صاف شراب کے پیالے اور آب خورے ہوں گے اور وہ شراب بھی ایسی ہوگی جس سے نہ سر درد ہوگا اور نہ اس سے بدحواسی کی باتیں ہوں گی اور ان بچوں کے ساتھ پھل بھی ہوں گے اور ان کے پاس پرندوں کے گوشت جو ان کی طبیعت کے موافق ہوں گے، موجود ہوں گے اور وہاں پر حوریں ہوگی جن کی آنکھیں بڑی بڑی نہایت لطیف آبدار موتی کی طرح ہوں گی۔ بجز سلامتی کے کوئی بے ہودہ اور لغو بات نہ سنیں گے اور اصحاب الیمین بیریوں کے باغ میں رہیں گے جو دنیا کی طرح کانٹے دار نہ ہوگی اور پھلوں سے لدے ہوئے کیلوں اور ہمیشہ رہنے والے سائے اور بہتے ہوئے پانی اور قسم قسم کے پھلوں میں جو اس وقت تک ٹوٹے ہوئے نہ ہونگے اور نہ ان کے استعمال پر کسی قسم کی پابندی ہوگی اور وہاں پر قیمتی بستر ہوں گے اور دنیا کی عورتیں نئے طور سے پیدا کر کے اور ان کو کنواری اور نازنین اور مناسب عمریں دے کر اصحاب الیمین کی دلجوئی اور دل بستگی کا سامان کریں گے۔ (واقعہ: پ ۲۷)

اور ان کی پختگی اسلام کے بدلے میں کشادہ اور پر فضا جنت ہے جس کا عرض (چوڑائی) زمین و آسمان کے برابر ہوگی۔ ان کو پہننے کے لئے بڑھیا قسم کا ریشمی لباس دیا

جائے گا اور یہ مسہریوں پر آرام و عزت سے تکیہ لگائے ہوئے جلوہ افروز ہونگے۔ موسم اس قدر فرحت بخش ہوگا کہ نہ گرمی کی شدت نہ جاڑے کی زیادتی۔ اور جنت کے درخت ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان پھل دار درختوں کے خوشے اس تناسب سے نزدیک ہونگے کہ اگر کوئی جنتی ان کو توڑنا چاہے، تو بآسانی توڑ سکے، چاہے بیٹھ کر، چاہے لیٹ کر، چاہے کھڑے ہوکر غرضیکہ جس طرح اس کا جی چاہے آرام سے توڑ لے۔ اور ان کے پاس چاندی کے برتن اور چاندی کے بنے ہوئے آبخورے اتنے شفاف اور ہلکے کہ دیکھنے سے شیشے کے معلوم ہوں اور آبخوروں کا انداز اور ان کی بناوٹ اتنی صحیح ہوگی کہ پینے والے کی پیاس اور خوراک کے مطابق ہوں گے نہ کچھ زیادہ نہ کچھ کم۔ اور اس کے علاوہ ان لوگوں کو ایسی شراب پلائیں گے جس میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی جو اس شراب کو خوش ذائقہ اور مزیدار کردے گی۔ لیکن وہ دنیا کی سونٹھ نہ ہوگی بلکہ ایک چشمہ جس کا نام سلسبیل ہے۔ اس کا کچھ حصہ لے کر اس شراب میں ملادیں گے اور ان کی خدمت کے لئے کچھ لڑکے مقرر کیے جائیں گے جن کی خصوصیت یہ ہیں۔ وہ ہمیشہ لڑکپن ہی کی عمر میں رہیں گے کبھی جوان یا بوڑھے نہ ہوں گے۔ وہ نہایت ہی حسین وجمیل نازک ہوں گے رنگ اتنا پاکیزہ کہ دیکھنے والا ان کی نزاکت اور آب وتاب دیکھ کر گمان کرے گا کہ موتی کے دانے بکھرے ہوئے ہیں اور جب تم اس مقام کو دیکھو تو خیال کرو کہ وہاں پر قسم قسم کی بے انتہا نعمتیں ہیں اور لازوال سلطنت ہے۔ ان کے اوپر کے کپڑے باریک اور نہایت ہی چمکدار ریشم کے بنے ہوئے اور دبیز ریشم بھی ہوں گے جن کا رنگ سبز ہوگا اور شاہی مقرب اور درباریوں کی نشانی ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھ میں چاندی کے کنگن ہوں گے اور ان سب نعمتوں میں

سب سے بڑھ کر یہ دولت ملے گی کہ رب العالمین خود اپنے ہاتھ سے پاک کرنے والی شراب پلائیں گے۔ (جس کی کیفیت عشاق سے پوچھو) اور فرماتے ہونگے یہ تمہارا نیک کاموں کا انعام ہے کیونکہ تمہاری محنت ہم کو پسند آ گئی۔ (دہر: پ ۲۹)

بے شک ڈرنے والوں کو مراد ملتی ہے اور ان کا درجہ بلند اور ممتاز ہوتا ہے کہ ان کے نئے پھلوں سے لدے ہوئے چار دیواری کے باغ ہیں اور ان باغات میں انگور کی ٹٹیوں کے سائبان ہیں اور نوجوان حسین کنواری ۱۷، ۱۸ سال کی لڑکیاں ہیں اور شراب کے چھلکتے ہوئے پیالے اور محفل میں کوئی بے ہودہ اور جھوٹی بات نہ ہوگی۔ یعنی یہ نشہ سے پاک وصاف ہوگی۔ اور اور یہ بدلہ ہے تیرے رب کی طرف سے جو اس نے اپنے فضل سے تیرے حساب کے موافق عطا فرمایا ہے۔ (سورہ نبا: پ ۳۰)

نوٹ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت کی چیزوں کے نام دنیا کی چیزوں کی طرح ہیں، لیکن ان کی حقیقتیں دنیا کی چیزوں سے بالکل مختلف ہوں گی کیونکہ دنیا کی چیزوں کا مادہ مٹی ہے اور جنت کی اشیاء کا مادہ نور ہے جو انتہائی لطیف ہے۔ بے شک نیک لوگ آرام میں ہونگے۔ اور ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے اور سونے کے جڑاؤ تختوں پر بیٹھ کر جنت کی بہاریں اور وہاں کے نظارے بلا تکلف اپنی اپنی جگہ سے دیکھیں گے اور ان کے چہروں پر انعام اور راحتوں کے باعث خاص قسم کی تروتازگی ہوگی۔ ان کو پینے کے لئے مشک خاص مہر کی ہوئی (سیل کی ہوئی) شراب ملے گی۔ تاکہ اس مشک کی خوشبو اس شراب میں بس جائے اور پینے والے دماغ کو خوش اور معطر کردے۔ اور اس میں ملانے کو جی چاہے گا تو (سوڈا نہیں) بلکہ تسنیم کی آمیزش کی جائے گی اور تسنیم جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جس کی خالص

شراب اللہ کے خاص الخاص بندوں کو ہی دی جائے گی۔ لیکن اس میں کچھ حصہ بطور خوشبو کے ابرار یعنی نیک بندوں کو بھی دیا جائے گا۔ پس چاہئے کہ (دوڑیں) اور رغبت کریں (رغبت کرنے والے)۔

نوٹ:۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس مشک کی خوشبو اس قدر تیز ہوگی کہ اگر کوئی شخص اس میں ہاتھ ڈبو کر نکالے، تو دنیا کی تمام جان دار مخلوق اس کی خوشبو سے مست اور بے خود ہو جائے۔ بہت سے چہرے اس دن تر و تازہ اور اپنی کمائی کے باعث سُرخرو ہوں گے۔ اونچی اونچی جنتوں میں نہایت چین اور آرام سے ہوں گے اور اس جگہ رنج پہنچانے والی کوئی بات نہ سنیں گے اور اس میں ایک چشمہ جاری ہوگا۔ جس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں اور میٹھا ہوگا۔ اور وہاں پر اونچے اونچے تخت اور ان تختوں پر آبخورے قرینے سے رکھے ہوئے ہوں گے اور مخملی قالین ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں گے۔ یعنی قالتوں پڑے ہوں گے۔ تا کہ جہاں جنت والے اگر چاہیں تو ان کو بچھا سکیں۔ (سورہ غاشیہ۔ پ ۳۰)

تمام دنیاوی دوست اس روز قیامت کو ایک دوسرے دشمن ہو جائیں گے، البتہ خدا سے ڈرنے والے اصحاب کی دوستی دنیا کی طرح اب بھی قائم رہے گی، جس طرح دنیا میں یہ لوگ ایک دوسرے کے کام آتے تھے۔ اس آڑے وقت میں بھی اسی طرح کام آئیں گے اور فرمانبرداروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آواز دی جائے گی جس کا مطلب یہ ہوگا۔ اے میرے بندو! تم پر آج کسی قسم کا کوئی خوف و اندیشہ نہیں اور آئندہ نہ کسی قسم کا تم پر کوئی غم ہوگا، اے ہماری آیتوں پر ایمان لا کر ہماری تابعداری کرنے والو! تم اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ لے کر خوش خوش جنت میں داخل ہو جاؤ۔

تمہارے خدمت گذار تمہارے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لے کر آتے رہیں گے۔ اور مختصر یہ کہ جنت میں ہر وہ چیز دستیاب ہو جائے گی جس کو دل چاہے گا اور جن کے دیکھنے میں آنکھوں کو لذت حاصل ہوگی اور نہ وہاں پر کبھی کوئی نعمت زائل ہوگی، نہ وہاں پر دنیاوی مالداروں کی طرح کسی قسم کی دشمنی اور عداوت ہوگی۔ نہ بڑھاپا آئے گا اور نہ کسی کو موت آئے گی۔ بہشت اس جگہ کا نام ہے جہاں پر کسی قسم کی تکلیف ہوگی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا ہوگا نہ لڑائی۔ (بحوالہ جنت کا نظارے)

جنت کا تعارف...... احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضور میری سفارش قیامت کے روز فرمایئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ضرور تیری سفارش کروں گا۔ اس پر میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ حضور میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے پل صراط پر دیکھنا۔ میں نے عرض کیا۔ اگر وہاں پر آپ نہ ملیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو میزان کے پاس دیکھنا۔ میں نے دریافت کیا، اگر آپ وہاں پر بھی نہ ملیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تو حوض کوثر کے پاس ڈھونڈ لینا۔ میں ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ پر ضرور تم کو ملوں گا۔ (ترمذی)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنمی جہنم میں تو موت کو (دنبہ کی شکل میں) لایا جائے گا اور جنت اور دوزخ کے درمیان اس کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اور ایک آواز دینے والا آواز لگائے گا۔ اے جنت والو! اب موت نہیں۔ اے دوزخ والو! اب کسی کو موت نہیں آئے گی۔ یہ منظر دیکھ کر جنتیوں

کی خوشی دو چند ہو جائے گی اور دوزخ والوں کے غموں میں اضافہ ہو جائے گا۔ 1

(بخاری ومسلم)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستے میں صبح کو یا شام کو نکلنا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اگر جنت والوں کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو اس کی خوبصورتی کے باعث مشرق و مغرب روشن ہو جائے اور مشرق سے مغرب تک تمام فضاء کو خوشبو سے مہکا دے اور اس کی اوڑھنی (سر پر اوڑھنے کا کپڑا) دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے۔

نوٹ:۔ فی سبیل اللہ اللہ کے راستے سے مراد جہاد، طلب علم اور ترجمہ قرآن شریف کے لئے یا تبلیغ کے لئے گھر سے نکلنا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی طرح چمکدار ہوں گی اور یہ جماعت انبیاء علیہم السلام کی ہوگی اور دوسری جماعت کی شکلیں چمکدار ستاروں کی طرح ہوں گی۔ ہر ایک آدمی کے واسطے دو دو بیویاں ہوں گی جن کی آنکھوں کی سفیدی انتہائی سفید اور ان کی پتلی انتہائی سیاہ ہوں گی اور ان کی آنکھیں انتہائی فراخ ہوں گی۔ ہر بیوی کے اوپر ستر (۷۰) حلے ہوں گے۔ ان کی پنڈلیوں کے اندر کا گودا نزاکت اور لطافت کی وجہ سے ہڈی اور گوشت کے باہر نظر آئے گا۔ ہمیشہ صبح و شام یہ جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے۔ نہ وہ بیمار ہوں گے، نہ پیشاب پاخانہ کریں گے نہ تھوکیں گے نہ ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے گی، ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ ان کی انگیٹھیوں کا کوئلہ عود (اگر) ہوگا اور ان کے پسینہ کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی۔ سب کے سب آپس

میں بااخلاق ہوں گے۔ اوران کی صورت اپنے باپ آدم علیہ السلام کی سی ہوگی۔ اور ان کے قدآسمان میں ساٹھ ہاتھ ہوں گے۔ (بخاری ومسلم شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک مجلس ہوگی، جس پر حوریں، ایسی خوش آوازی سے گائیں گی کہ اس کی آواز مخلوق نے اس سے پہلے کبھی بھی نہ سنی ہوگی اوران کے گیت یہ ہوں گے۔

ترجمہ: ہم ہمیشہ رہیں گی، کبھی ہلاک نہ ہوں گی، ہم ہیں آرام اٹھانے والی، پس کبھی تنگ نہ ہوں گی، ہم ہیں راضی اور خوش رہنے والی اور کبھی ناخوش نہ ہوں گی۔ مبارکباد ہے اس شخص کے واسطے جس کے لئے ہم ہیں، اور وہ ہمارے لئے۔

(ترمذی)

حور اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ کی سفیدی نہایت چمکیلی اور پتلی انتہائی گہری سیاہ ہو عین کے معنی فراخ چشم یعنی بڑی بڑی آنکھوں والی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جنتی مرد جنت میں ستر (۷۰) تکیوں پر اس طرح آرام کرے گا کہ ایک پہلو سے جب دوسرا پہلو بدلے گا، تو اس عرصے میں قسم قسم کے سر تکیے لگائے گا۔ اسی اثناء میں ایک عورت آئے گی اور ناز کرتے ہوئے اس مرد کے کندھوں پر (اچانک) ہاتھ مارے گی۔ وہ مرد منہ موڑ کر جو دیکھے گا تو اس عورت کا رخسار آئینہ سے زیادہ چمکدار اور صاف ہوگا۔ اس شخص کو اس کے منہ میں اپنی صورت نظر آئے گی۔ اور اس عورت کے لباس کا یہ حال ہوگا کہ اس میں جو موتی لگے ہوئے ہونگے ان میں ادنیٰ درجہ کے موتی کی یہ کیفیت ہوگی کہ اگر وہ موتی دنیا میں کبھی موجود ہو، تو اپنی چمک کی وجہ سے مشرق سے لے کر مغرب تک روشن کردے اور پھر سورج کی

ضرورت نہ رہے۔ اس وقت یہ عورت اس جنتی مرد کو سلام کرے گی۔ یہ مرد اس کے سلام کا جواب دے کر دریافت کرے گا کہ تو کون ہے؟ وہ جواب دے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی باقی نعمتوں کے علاوہ اس نا چیز کو آپ کی خدمت کے لئے بھیجا ہے۔ جس قدر آپ کا حق تھا وہ تو آپ کو مل ہی گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے مزید مجھے دیا ہے اور اس عورت کے اوپر رنگ رنگ کے ستر کپڑے اس طرح کے باریک ہوں گے کہ اس مرد کی نظر ان کپڑوں سے گزر کر عورت کے جسم پر اس طرح پڑے گی جیسے کہ ننگے جسم پر پڑتی ہے اور اس عورت کے جسم کی کھال کی نزاکت کا یہ عالم ہوگا کہ اس کی پنڈلی کا گودا (نلی) ان کپڑوں کے اندر سے نظر آئے گا۔ اور اس عورت کے سر پر ایسا بیش قیمت تاج ہوگا جس کا ادنیٰ درجہ کا موتی تمام جہاں کو روشن کر دے گا۔ (مسند احمد)

سوال:۔ اول تو ستر کپڑے، پھر کھال، پھر گوشت، پھر ہڈی کے درمیان سے گودا کس طرح نظر آئے گا؟

جواب:۔ آج کل ایک آلہ چلا ہے جس کو ڈاکٹر ایکسریز کہتے ہیں۔ اس کو لگا کر جسم کے اندر کی تمام چیز ہڈی اور اس کا گودہ تک نظر آجاتا ہے، تو کیا کیا اللہ تعالیٰ دنیا کے انسانوں سے عاجز ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی مرد کو جنت میں اتنی قوت دی جائے گی (جو بہتر (۷۲) عورتوں کے لئے کافی ہوگی) صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اتنی عورتوں سے صحبت کرنے کی اس مرد میں طاقت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اس کو سو مردوں کی قوت دی جائے گی تو پھر اتنی عورتوں سے صحبت کرنے کی کیوں طاقت نہ ہوگی۔ (ترمذی شریف)

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن کی مقدار دنیا میں ظاہر ہو جائے ، تو تمام روئے زمین کو مزین (آراستہ و پیراستہ) کر دے۔ اور اگر ایک جنتی آدمی دنیا میں جھانکے اور اس کے کپڑے دنیا میں ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹادے اور سورج اس کی روشنی میں اس طرح غائب ہو جائے جس طرح کہ سورج نکل کر ستاروں کو غائب کر دیتا ہے اور ستاروں کی روشنی نکلتے ہی غائب ہو جاتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنتی مردوں کے چہروں پر ڈاڑھی نہ ہوگی جس طرح نئی نئی جوانی رخساروں (گالوں) پر بال نہیں نکلتے، ان کی آنکھیں قدرتی سرگیں ہوں گی۔ ان کی جوانی فنا نہ ہوگی۔ ان کے کپڑے پرانے اور میلے نہ ہوں گے۔

(ترمذی شریف)

کیونکہ حدیث میں کحلی کا لفظ آیا ہے اور مکحول اس کو کہتے ہیں جس کی پلکوں کی جڑیں قدرتی سیاہ ہوں اور دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ اس نے سرمہ لگایا ہوا ہے اور جرد کے معنی یہ ہیں کہ ان کے بدن پر بالکل بال نہ ہوں اور مرد کے معنی وہ لڑکا جس کے ڈاڑھی نہ آئی ہو۔

حضرت معاذ بن جبل ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنتی لوگ جنت میں اس طرح طور سے داخل ہوں گے کہ ان کے بدن کے اوپر کوئی بال نہ ہوگا بلکہ تمام بدن کی کھال صاف ہوگی۔ یعنی بدن کے کسی حصہ پر بال نہ ہوں گے۔ نہ سینہ پر نہ بغلوں میں نہ اور کہیں اور چہروں پر داڑھی نہ آئی ہوگی۔ آنکھیں قدرتی سرگیں

(سرمہ لگی ہوئی) معلوم ہوں گی۔ ان کی عمر ۳۰ تا ۳۳ سال کی ہوگی۔ یہاں پر حضرت معاذ بھول گئے کہ آپ ﷺ نے ۳۰ کی عمر بیان فرمائی یا ۳۳ سال کی۔ (ترمذی)

حضور ﷺ نے فرمایا ادنی درجہ کا جنتی وہ شخص ہوگا کہ اس کے لئے اسی ہزار خدمت گزار ہوں گے اور بہتر ۷۲ بیویاں ہوں گی اور اس کے واسطے ایک خیمہ لگایا جائے گا جو موتی اور زبرجد اور یاقوت کا بنا ہوا ہوگا اور اس خیمہ کا طول وعرض یعنی لمبائی چوڑائی اتنی ہوگی جتنی جابیہ سے لے کر صنعا تک۔ جابیہ ایک شہر ہے شام میں اور صنعا یمن میں ایک مقام ہے گویا کہ ادنی درجے کے جنتی کا خیمہ لمبائی اور چوڑائی میں اتنا ہوگا کہ جتنا یمن اور شام کے درمیان فاصلہ ہے۔ (ترمذی شریف)

فرمایا حضور ﷺ نے جنت میں ادنی مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالی اس جنتی سے فرمائیں گے جو تیری مراد ہے وہ مانگ۔ اب یہ شخص جس قدر بھی اس کی مرادیں ہوگی وہ سب کچھ ہی مانگ لے گا۔ اس پر اللہ تعالی دوبارہ فرمائیں گے جنتی تیری مرادیں تھیں، تو نے مانگ لیں، وہ عرض کرے گا اے اللہ! میں نے سب کچھ مانگ لیا۔ تیسری مرتبہ اللہ تعالی پھر فرمائیں گے کے تیرے لئے تمام وہ چیزیں ہیں جس کی تو نے تمنا کی۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اتنی ہی اور بھی ہماری طرف سے ہیں، یعنی ایک تیرے مانگنے پر اور ایک ہم نے اپنی طرف سے شامل کر کے ان کو دوگنا کر دیا۔ (مسلم شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا: ادنی درجے کا جنتی وہ ہوگا جو اپنے باغوں، اپنی عورتوں، اپنی نعمتوں اور اپنے خدمت گذاروں کو اپنے آرام کرنے کے تختوں کو ایک ہزار سال کی مسافت سے دیکھے گا۔ یعنی ادنی درجہ کے جنتی کی ملکیت جنت میں اتنی وسعت ہوگی

جس کا رقبہ ایک ہزار سال ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار لگایا جائے گا اور جنتی لوگ ہر جمعہ کو اس بازار میں آیا کریں گے۔ اور جس وقت یہ لوگ بازار میں آیا کریں گے تو شمالی ہوا چل کر ان کے چہروں اور کپڑوں پر قسم قسم کی خوشبو چھڑک دے گی اور اس ہوا کی خاص تاثیر یہ ہوگی کہ اس ہوا کے لگنے کے بعد جنتی لوگ پہلے سے زیادہ خوبصورت حسین وجمیل ہو جائیں گے۔ اور جب یہ لوگ یہاں سے فارغ ہو کر اپنے اپنے مکانوں میں واپس جائیں گے تو گھر والے تعجب کے ساتھ ان لوگوں سے کہیں گے کہ آپ تو یہاں سے جا کر بہت ہی خوبصورت ہو گئے ہو۔ (آخر اس کی کیا وجہ؟) یہ لوگ کہیں گے خدا کی قسم! ہماری غیر حاضری میں تمہارا حسن وجمال بھی بے حد دلکش ہو گیا ہے۔ (اس کی کیا وجہ؟) گھر والوں کی خوبصورتی کا سبب بھی غالباً وہی ہوا ہوگی جس نے مردوں کو خوبصورت بنا دیا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جنت میں ایک بازار ہوگا لیکن اس میں کسی قسم کی خرید وفروخت نہ ہوگی۔ اس میں مردوں کی مورتیوں کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔ پس جب کسی کو کوئی صورت (مورتی) اچھی معلوم ہوگی، تو وہ جنتی اس میں داخل ہو جائے گا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو صورت بھی اس کو پسند ہوگی، ویسی صورت اس کی کر دی جائے گی۔ (ترمذی شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا: جنت میں پہنچ کر جنت والے مرد و عورت جنت میں کھائیں گے، پئیں گے، لیکن کھانے کے باوجود یہ لوگ نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے۔ نہ ان کو ناک صاف کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا: تو کھانے کے فضلات (بدن سے) کس طرح خارج ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی دو صورتیں ہوں گی، اول ڈکار آئے گی۔ دوسرے ان کو مشک کی طرح خوشبودار پسینہ آئے گا اور فضلات ان دونوں کے ذریعے بدن سے خارج ہو جائیں گے اور ان لوگوں سے تسبیح و تحمید اس طرح بے اختیار جاری رہے گی۔ جس طرح سانس بغیر کسی مشقت کے خود بخود چلتا (بحوالہ موت کا منظر)

تمہیدی کلمات

تمام اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی مسلمان کو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے کافر قرار دینا جائز نہیں ہے، مگر ایسے شخص کو کافر قرار دیا جائے گا، جس کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ کافر قرار دے چکے ہوں اور اس شخص پر حجت بھی قائم ہو چکی ہو، اور اس شخص کی رکاوٹیں اس سے دور ہو چکی ہوں تو ایسے شخص کو کافر قرار دیا جائیگا، بلکہ ایسے شخص کے کفر میں شک کرنا جائز ہی نہیں جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کافر قرار دے چکے ہوں، جیسے مشرکین، یہودی اور عیسائی وغیرہ۔

یہاں یہ بات جاننا بھی ضروری ہے کہ عقیدۂ توحید والے لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک بالکل نہیں کیا ہوگا، اور اسلام کے نواقض میں کسی ناقض کا ارتکاب بھی نہیں کیا ہوگا، لیکن انہوں نے گناہ کئے ہوں گے تو ایسے عقیدہ توحید والے لوگ یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی کے تحت ہوں گے اور اگر وہ چاہے گا تو ان سزا دے دے گا اور اگر وہ ان کو معاف کرنا چاہے گا تو معاف کر دے گا۔

جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ. (النساء:۴۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے

سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔"

قرآن کریم اور سنت نبویہ میں سے نصوص کی ایک کثیر تعداد کئی ایک گناہوں کی سزا کے مرتکب لوگوں کے لئے بیان کرتی ہیں۔ لیکن یہ نصوص ان گناہ گار لوگوں کے لئے جہنم کو ابدی طور پر واجب قرار نہیں دیتی۔

ذیل میں ان گناہگار لوگوں کے موت کے بعد احوال کا مختصر جائزہ پیش کریں گے جنہوں نے موت سے قبل ان گناہوں سے توبہ نہیں کی ہوگی۔

موت کے بعد گنہگاروں کا حال

نماز نہ پڑھنے والے گنہگار کا حال

کلی طور پر نماز کا تارک اور اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا معاہدہ ہے۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا یقیناً اس نے کفر کیا۔"

اور جس نے حقیر سمجھتے ہوئے نماز کو اس کے وقت سے لیٹ کر دیا، یا نماز کے وقت سویا رہا، یا نماز کو اس طرح ادا کرنے میں کوتاہی کی جس طرح اس کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو ایسا شخص اگرچہ کافر نہیں، لیکن اس کے لئے سخت سزا کی وعید ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا. (مریم:۶۰)

"پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کی جگہ آئے، جنہوں نے نمازوں کو برباد کیا، اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے چلے، چنانچہ ان کی گمراہی بہت جلد ان کے سامنے آجائے گی، البتہ جن لوگوں نے توبہ کرلی، اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں ہوگا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "اضاعوا الصلوۃ" کا معنی نماز بالکل چھوڑنا نہیں، لیکن اس کو اپنے وقت مقررہ سے مؤخر کرنا اور بے وقت پڑھنا ہے۔

حضرات تابعین کے امام حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ "اضاعوا الصلوۃ" کا معنی یہ ہے کہ ظہر کی نماز عصر آنے سے پہلے نہ پڑھے اور عصر کی نماز مغرب تک نہ پڑھے، اور مغرب کی نماز عشاء تک نہ پڑھے اور عشاء کی نماز فجر تک نہ پڑھے اور فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے نہ پڑھے، پس جو آدمی اس حال میں رہا کہ وہ اس طریقہ پر مصر اور دائم تھا اور اس نے توبہ نہیں کی اپنے اس برے عمل سے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے "غی" کا جو جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ جس کی گہرائی بہت زیادہ ہے، اس کا مزہ بہت خبیث وکڑوا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔

(الماعون:۴،۵)

"پھر بڑی خرابی ہے ان نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔"

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ الذین ھم عن صلوتھم ساھون کا کیا مطلب ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد تاخیر فی الوقت۔ یعنی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر کے ادا کرنا ہے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو مصلین تو فرمایا لیکن وہ سستی اور تاخیر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو "ویل" اور شدید عذاب کی وعید سنائی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ "ویل" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے کہ اگر اس میں دنیا کے پہاڑ بھی ڈال دیئے جائیں تو وہ پگھل جائیں بوجہ شدت حرارت کے اور یہ مقام مسکن اور رہائش گاہ ان لوگوں کی ہوگی جو نماز میں سستی کرتے ہیں اور وقت مستحب سے مؤخر کر کے ادا کرتے ہیں۔ الا یہ کہ وہ توبہ کرلیں اور اپنے قصور پر ندامت اور افسوس کریں۔ بعض علماء نے کہا ہے نماز چھوڑنے والے کا حشر ان چاروں کے ساتھ اس لئے ہوگا کہ نماز سے اس کی بے پرواہی عموماً مال و دولت کی وجہ سے ہوتی ہے یا حکومت کی وجہ سے یا وزارت کی وجہ سے یا تجارت کی وجہ سے، اگر بے پرواہی مال و دولت کی وجہ سے ہے تو اس کا حشر قارون کے ساتھ ہوگا، اگر حکومت کی وجہ سے ہے تو فرعون کے ساتھ حشر ہوگا، اگر وزارت کی وجہ سے ہے تو ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور اگر تجارت کی وجہ سے ہے تو ابی ابن خلف کے ساتھ حشر ہوگا، یہ کفار مکہ کا تاجر تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس رسوائی سے محفوظ رکھے۔ آمین

زکوٰۃ نہ دینے والے گنہگار کا حال

زکوٰۃ ایک مالی فریضہ اور عبادت ہے۔ یہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی تمام

شریعتوں میں دینی فریضہ کی حیثیت سے جاری رہا، اگرچہ نصاب زکوۃ، مقدار اور مصرف زکوۃ کی صورتیں مختلف رہی ہیں۔ زکوۃ نہ دینے والوں کے متعلق شدید وعید قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ. (التوبہ:۳۶)

"اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں، اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، ان کو ایک دردناک عذاب کی "خوشخبری" سنادو۔ جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائیگا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں، اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائیگا کہ) "یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانہ کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔"

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں مشہور مفسر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے کہ "داغ دینے کے لئے دینار کو دینار پر یا درہم کو درہم پر چڑھا کر تہہ در تہہ نہیں رکھا جائیگا، بلکہ زکوۃ نہ دینے والوں کی کھال کو چوڑا کر کے ایک ایک دینار اور ایک ایک درہم کو علیحدہ علیحدہ رکھا جائے گا۔

جو آدمی زکوۃ ادا نہیں کرتا اس کے دوسرے اعمال بھی قبول نہیں ہوتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔

أمرتم باقامة الصلوة وايتاء الزكوة من لم يزك فلا صلوة له.

"تمہیں نماز اور زکوۃ دونوں کا حکم ملا ہے جو زکوۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں۔"

یہ اگرچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے لیکن اس کی بنیاد درج ذیل حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی لمبا سفر طے کر کے آتا ہے، غبار میں اٹا ہوا ہے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور اپنی التجائیں پیش کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ جبکہ اس کا کھانا حرام کا، پینا حرام کا، لباس حرام کا، اور ساری غذا ہی حرام سے حاصل ہو رہی ہے۔ یہی معاملہ زکوۃ ادا نہ کرنے والا کا ہے، کیونکہ جب وہ زکوۃ ادا نہیں کرتا اس کے مال میں ایک حصہ حرام کا شامل ہے، اور اسی مال سے اس کی ضروریات زندگی پوری ہو رہی ہیں۔ لہٰذا اس کی کوئی نیکی یا عبادت حتیٰ کہ دعا قبول نہ ہوگی۔ تجربے کی بات یہ ہے کہ حرام کھانے والوں اور زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو بظاہر دنیا میں ٹھاٹھ باٹھ تو ضرور مل جاتا ہے لیکن ان کے اندر جھانک کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس دنیا میں ہی جہنم کی زندگی گذار رہے ہیں۔ یہ دنیا تو ہر انسان کی کسی نہ کسی طرح کٹ ہی جائے گی، البتہ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد کل قیامت کو زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو جن حالات سے واسطہ پیش آئے گا، اس کا نقشہ قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ

خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (آل عمران:۱۸۰)

”اور جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں، وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لئے کوئی اچھی بات ہے، اس کے برعکس یہ ان کے حق میں بہت بُری بات ہے، جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہوگا، قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائیگا۔“

یہ مال و دولت کے طوق زینت یا نمائش کے لئے نہیں، بلکہ سزا اور شدید ذلت کی خاطر انہیں پہنائے جائیں گے۔ جن لوگوں نے اپنا مال و دولت چھپا چھپا کر رکھا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، اُن کا سرمایہ کس کس شکل میں نمودار ہوگا، حضور ﷺ کے مندرجہ ذیل فرمان سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ فرمایا:

ولا صاحب كنز لا يفعل فيه حقه إلا جاء كنزه يوم القيامة شجاعا أقرع يتبعه فاتحا فاه فإذا أتاه فر منه فيناديه خذ كنزك الذي خبأته فأنا عنه غني فإذا رأى أن لا بد منه سلك يده في فيه فيقضمها قضم الفحل.

”اور جو کوئی کنز والا (شریعت کی نگاہ میں ہر وہ مال کنز ہے جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے، خواہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز اس کا کنز (جمع شدہ مال) ایک گنجا خوفناک اور (کثرت و شدتِ زہر کی وجہ سے) گنجے سانپ کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ جبڑا کھولے ہوئے مال کے مالک کا پیچھا کرے گا اور جب

اس کے قریب پہنچے گا تو وہ مال والا اس سے بھاگے گا، اور سانپ اُسے پکار کر کہے گا؟ اپنا محفوظ خزانہ تو وصول کرلو، مجھے اس کی ضرورت نہیں، بالآخر جب وہ مالدار دیکھے گا کہ اس بلا سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا اور وہ سانپ اونٹ کی طرح چبا ڈالے گا۔"

اللہ رب العزت ہم سب کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

روزہ نہ رکھنے والے گنہگار کا حال

روزہ فرض اور اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، بلا عذر شرعی اس کا چھوڑ دینا گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ. (البقرۃ:۱۸۳)

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔"

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں سورہا تھا تو دو آدمی خواب میں میرے پاس آئے اور میرے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر چڑھایا تو جب میں بیچ پہاڑ پر پہنچا تو وہاں بڑی سخت آوازیں آرہی تھیں، تو میں نے کہا کہ یہ کیسی آوازیں

ہیں۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں، پھر مجھے اور آگے لے جایا گیا تو میں کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا کہ اُن کو اُن کے ٹخنوں کی رگوں میں باندھ کر لٹکایا گیا تھا، اور ان لوگوں کے کلّے پھاڑ دیئے تھے اور ان کے کلّوں سے خون بہہ رہا تھا۔ تو میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو کسی کہنے والے نے یہ کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقتِ افطار سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔

فریضۂ حج ادا نہ کرنے والے گنہگار کا حال

جس شخص پر حج فرض ہے، اس کو لازم ہے کہ فوراً ہی حج کو جائے۔ حج پر قادر ہوتے ہوئے حج کو چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ. (آل عمران:۹۷)

''اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہاں کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔''

آیت کریمہ اور اس کے ترجمے پر ذرا غور فرمائیں۔ ترجمہ کے دوسرے جملے کا اختتام ایک دھمکی کے انداز میں کیا جا رہا ہے کہ اگر تم حج نہ کرو گے تو اللہ کا کیا بگڑے گا وہ تو سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔ البتہ سارے کا سارا نقصان تمہارا ہی ہوگا۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں آپ ﷺ نے استطاعت کے باوجود نہ کرنے والوں کو یہودی اور عیسائی قرار دیا ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

من ملک زادا وراحلة تبلغه إلى بيت الله الحرام فلم يحج فلا عليه أن يموت يهوديا أو نصرانيا و ذلک أن الله يقول في كتابه ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا.

"جس آدمی کے پاس زادِ راہ ہے اور ایسی سواری بھی ہے جو اسے بیت اللہ الحرام کے حج تک پہنچا سکے، اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا، پھر ایسے آدمی کے بارے میں کوئی تشویش نہیں، خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مر جائے، اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔ (آل عمران:۹۷)

"اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہاں کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔"

حاصل بحث یہ ہے کہ حج انسان کو گناہوں سے اس طرح پاک وصاف کر دیتا ہے جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ اور اس کے برعکس استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والے انسان کا ایمان ہی سرے سے خطرے میں ہے۔ کجا یہ کہ اس کی دیگر عبادتیں قبول ہوں۔

والدین کو تکلیف دینے والے گنہگار کا حال

ماں باپ کی نافرمانی حرام اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ ہر ایک پر فرض ہے کہ اپنے ماں

باپ کا فرماں بردار ہو کر ان کے ساتھ بہترین سلوک کرے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا. (الاسراء:۲۳)

''اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ اُن سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو، اور اُن کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے اُن کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دُعا کرو کہ: ''یا رب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی اُن کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔''

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا کہ اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے، اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے۔ ان الفاظ کو سن کر کسی صحابی ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کس کی ناک مٹی میں مل جائے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص کہ اس کے پاس اس کے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے نے پالیا، پھر وہ ان کو خدمت کر کے جنت میں نہیں داخل ہوا، تو اس کی ناک مٹی میں مل جائے۔ (یعنی وہ ذلیل وخوار اور نامراد ہو جائے)۔

ایک حدیث میں حضرت ابو بکرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے، بخش دیتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی و ایذا رسانی کو نہیں بخشتا، بلکہ ایسا کرنے والے کو اس کے مرنے سے پہلے ہی دنیا کی زندگی ہی میں جلدی سے سزا دے دیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی اور ایذاء رسانی کی سزا دنیا و آخرت دونوں جگہ ملتی ہے۔ بارہا کا تجربہ ہے کہ والدین کو ستانے والے خود اپنے ہی بیٹوں سے بڑی بڑی ایذائیں پاتے ہیں، اور طرح طرح کی بلاؤں میں زندگی بھر گرفتار رہتے ہیں، اور آخرت میں تو عذاب جہنم کی سزا ان بدنصیبوں کے لئے مقرر ہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین چیزوں کو اکٹھے ذکر فرمایا ہے ایک کے بغیر دوسری چیز قبول نہیں۔ ایک جگہ فرمایا کہ

أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی بھی اطاعت کرو، اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو۔''

کوئی اللہ کی اطاعت کرے مگر رسول کی اطاعت نہ کرے تو ایسی اطاعت بھی قبول نہیں ہوگی۔

دوسری چیز نماز اور زکوۃ ہے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے اکٹھے ذکر فرمایا ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ۔ (البقرۃ:۴۳)

''اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔''

ایک کے بغیر دوسری قبول نہیں اگر کوئی نماز پڑھے مگر زکوۃ ادا نہیں کرے تو

قبول نہیں۔

تیسری چیز جو قرآن مجید میں اکھٹے ذکر فرمائی ہے وہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور والدین کا شکرادا کرنا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ. (لقمان:۱۴)

"میرا شکر کرو اور والدین کا بھی"

یہاں بھی ایک کے بغیر دوسری چیز قبول نہیں۔

جناب نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک نوجوان تھے، جن کا نام علقمہ رضی اللہ عنہ تھا، یہ بڑے نمازی پرہیز گار اور صوم وصدقہ کے شیدائی تھے، وہ بیمار ہوئے اور ان کی بیماری میں شدت آگئی تو ان کی بیوی نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی بھیجا کہ ان کا شوہر علقمہ رضی اللہ عنہ شدید بیماری بلکہ حالت نزع میں ہے، تو میں چاہتی ہوں کہ آپ کو مطلع کردوں اس کی حالت سے، جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار وصہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ جاؤ اور اس کو شہادتین کی تلقین کرو۔ تو وہ حضرات گئے اور جب ان کے پاس گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے واقعی ان کو حالتِ نزع میں پایا، اور وہ ان کو شہادت کی برابر تلقین کرتے رہے (لا الہ اللہ) لیکن ان کی زبان سے کلمہ طیبہ نہ نکل سکا۔ تو انہوں نے ایک اور آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، اور ان کے حالات سے آپ کو مطلع کیا کہ ان کی زبان پر کلمہ شہادت نہیں آرہا، تب آپ نے پوچھا کہ کیا اس کے والدین میں سے دونوں یا کوئی ایک زندہ ہیں؟ بتایا گیا، کہ ہاں، یا رسول اللہ! اس کی ایک نہایت بوڑھی ماں زندہ ہے، تو آپ نے ان کے پاس آدمی

بھیجا اور کہا کہ اگر وہ میرے پاس آسکے تو فبہا (یعنی آجائے) ورنہ پھر وہ گھر پر رہے تا کہ میں خود اس کے پاس آجاؤں، تو اس بوڑھی اماں کے پاس پیغام دینے والا پہنچا، اور اس کو جناب رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو اس بوڑھی اماں نے کہا کہ میری جان جناب رسول اللہ ﷺ پر قربان ہو جائے، میں ہی اس بات کی حق دار ہوں کہ آنجناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤں، تو وہ ٹیک لگا کر اٹھی اور اپنے ہاتھ میں لاٹھی پکڑی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور سلام عرض کیا، اور جناب رسول اللہ نے اس کے سلام کا جواب عنایت فرمایا، اور ساتھ ہی اس کو بتایا، اے علقمہ کی اماں! دیکھ مجھے سچ سچ بتانا خدانخواستہ اگر تو نے جھوٹ بولا تو میرے اوپر وحی اتر آئے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، تیرے بیٹے علقمہ کا کیا حال تھا زندگی میں؟ بوڑھی اماں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کثرت سے نمازیں پڑھنے والا اور صدقات دینے والا اور کثیر الصوم تھا، آپ نے پھر ارشاد فرمایا: بتا تیرا حال اس کے ساتھ کیسا تھا؟ تو بوڑھی عورت نے بتایا یا رسول اللہ! میں تو اس سے ناراض تھی، آپ نے فرمایا وہ کیوں؟ اس بوڑھی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا تھا، اور میری نافرمانی کرتا تھا، جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک علقمہ کی والدہ کی ناراضگی نے علقمہ کی زبان کو روک رکھا ہے، کلمہ شہادت کے پڑھنے سے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے بلال! جاؤ اور میرے لئے بہت سے لکڑیوں کے گٹھے جمع کر کے لے آؤ، تو اس بوڑھی اماں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ لکڑیوں کے گٹھوں سے کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں علقمہ کو آپ کے سامنے آگ سے جلانا چاہتا ہوں، تو بوڑھی اماں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا تو بیٹا ہے، میرا دل تو

برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ اس کو میرے سامنے جلائیں، آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اے علقمہ کی اماں! اللہ تعالیٰ کا عذاب تو بہت شدید اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے، اگر آپ کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے بیٹے کو معاف فرما دے، تو پھر تو اس سے راضی ہو جا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! علقمہ کو اس کی کثرت صوم وصلاۃ اور کثرت صدقہ نفع نہیں پہنچا سکتا جب تک تو اس سے ناراض رہے گی۔ اس بوڑھی عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور جتنے مسلمان یہاں پر حاضر ہیں، ان سب کو اور آپ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں علقمہ سے راضی ہوں، اپنے بیٹے سے خوش ہوں۔

آپ نے فرمایا: کہ اے بلال! جاؤ دیکھو کیا وہ اب بھی کلمہ پڑھ سکتا ہے۔ (لا الہ الا اللہ) یا کہ نہیں، پس شاید کہ علقمہ کی والدہ نے تکلف برتا ہو اور اس کو دل سے معاف نہ کیا ہو، صرف مجھ سے شرم کے مارے کہہ دیا ہو کہ میں نے معاف کیا ہے، حضرت بلال ﷛ جب تشریف لے گئے تو گھر کے اندر سے کلمۂ طیبہ کی آواز آرہی تھی، اور وہ لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے، حضرت بلال ﷛ گھر میں داخل ہوئے اور لوگوں سے گویا ہوئے کہ اے لوگو! حضرت علقمہ ﷛ کی والدہ کے غصے اور ناراضگی نے علقمہ ﷛ کی زبان کو محبوس اور بند کر رکھا تھا، اب ان کی رضامندی نے ان کی زبان کو کھول دی، اور پھر کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے اسی دن حضرت علقمہ ﷛ کی موت واقع ہوگئی۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ خود تشریف لائے اور علقمہ ﷛ کو غسل دینے کا حکم دیا اور کفن پہنایا اور پھر حضور ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور اس کے دفن ہونے میں بھی حاضر رہے، اور جب دفن مکمل ہوا تو آپ ﷺ قبر کے کنارے کھڑے ہوگئے، اور فرمایا اے مہاجرین وانصار کی جماعت! جس شخص نے بھی اپنی بیوی کو ماں پر فضیلت دی، تو اس

پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام جملہ مخلوق کی لعنت ہو، اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی نہ فرض عبادت قبول کریں گے نہ نفل، مگر اس وقت جب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کریں اور ماں کے ساتھ احسان کریں اور اس کی رضامندی اور خوشنودی طلب کریں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ماں کی رضامندی وخوشنودی میں ہے، اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی والدہ کو راضی رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں والدہ کی نافرمانی اور ناراضگی سے بچائے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ بڑے سخی اور کریم اور رؤف الرحیم ہیں۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے ماں باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے والد کو بلا کر لاؤ، اسی وقت جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو آپ اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں جو اس نے دل میں کہے ہیں خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا۔ جب یہ شخص اپنے والد کو لے کر پہنچا تو آپ ﷺ نے والد سے کہا کہ کیا بات ہے آپ کا بیٹا آپ کی شکایت کرتا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس کا مال چھین لیں۔ والد نے عرض کیا کہ آپ اسی سے یہ سوال فرمائیں کہ میں اس کی پھوپھی خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایہ (جس کا مطلب یہ تھا کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی اب اور کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں) اس کے بعد اس کے والد سے دریافت کیا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) ہمیں ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ

آپ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھا دیتے ہیں (جو بات کسی نے نہیں سنی اس کی اطلاع آپ کو ہوگئی جو ایک معجزہ ہے)۔

پھر اس نے عرض کیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ، اس وقت اس نے یہ اشعارِ ذیل سنائے۔

غذوتک مولودا ومنتک یافعا

تعل بما اجنی علیک وتنهل

"میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تمہاری ذمہ داری اٹھائی تمہارا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔"

اذا لیلة ضافتک بالسقم لم ابت

لسقمک الا ساهرا اتململ

"جب کسی رات تمہیں کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات تمہاری بیماری کے سبب بیداری اور بے قراری میں گزاری۔"

کانی انا المطروق دونک بالذی

طرقت به دونی فعینی تهمل

"گویا کہ تمہاری بیماری مجھے لگی ہے، تمہیں نہیں، جس کی وجہ سے میں تمام شب روتا رہا۔"

تخاف الردیٰ نفسی علیک وانها

لتعلم ان الموت وقت موجل

"میری جان کو تیری ہلاکت کا اندیشہ رہتا حالانکہ وہ جانتی تھی کہ موت

کا ایک وقت مقرر ہے۔"

فلما بلغت السن والغاية التی

اليها مدی ما كنت فيك اومل

"پھر جب تم اس عمر اور اس حد تک پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا۔"

جعلت جزائی غلظة و فظاظة

كانك انت المنعم المتفضل

"تو تم نے میرا بدلہ سختی اور سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تمہیں مجھ پر احسان واکرام کرنے والے ہو۔"

فليتك اذ لم ترع حق ابوتی

فعلت كما الجار المصاقب يفعل

"کاش اگر تم سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہو سکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتے جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔"

فاوليتنی حق الجوار ولم تكن

علی بمال دون مالك تبخل

"تو کم از کم مجھے پڑوسی کا حق تو دیا ہوتا اور خود میرے ہی مال میں میرے حق میں بخل سے کام نہ لیا ہوتا۔"

تراه معدا للخلاف كانه

يرد علی اهل الصواب موكل

"اے مخاطب تو اس کو میری مخالفت کے لیے تیار دیکھے گا گویا وہ اس

کام پر مقرر کیا گیا ہے کہ بہتر سمجھنے والوں کی بات کو کاٹنے۔"

وسمیتنی باسم المفند رایہ

وفی رایک التفنید لو کنت تعقل

"تو نے میرا نام ضعیف العقل رکھا حالانکہ یہ کم عقلی تیری رائے میں ہے اگر تو سمجھتا۔"

رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سننے کے بعد بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا:

انت ومالک لابیک۔ یعنی جا تو بھی اور تیرا مال بھی سب باپ کا ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، رقم الحدیث ۲۵۶۳)

یہ اشعار عربی ادب کی مشہور کتاب دیوان حماسہ میں بھی نقل کیے گئے ہیں۔

اسی طرح بیٹے کے ہاتھوں ایک ستائی ہوئی ماں اپنے نافرمان بیٹے کے متعلق اپنے دل کے احساسات کو مندرجہ ذیل دردناک اشعار میں بیان کرتی ہے۔

ربیتہ وھو مثل الفرخ اعظمہ

ام الطعام تری فی جلدہ زغبا

"میں نے اس کی پرورش کی جب کہ وہ مثل اس انڈے سے نکلے ہوئے بچے کے تھا جس کی کھال میں چھوٹے باریک بال ہوتے ہیں، تجھے نظر آئیگا سب سے بڑا اس کے اعضاء میں معدہ تھا' یعنی صرف کھانا اس کا کام تھا۔"

حتی اذا آض کالفحال شذبہ

ابارہ ونفی عن متنہ الکربا

"یہاں تک کہ وہ مثل اس نخل نر کے قوی طویل ہو گیا جس کی شاخوں کو مالی نے چھانٹ دیا ہو اور اس کے تنے سے موٹی موٹی ڈالیاں

کاٹ ڈالی ہوں۔"

انشا یمزق اثوابی یؤدبنی

ابعد شیبی عندی یبتغی الادبا

"تو اب میرے کپڑے پھاڑنے لگا اور مجھ کو ادب سکھانے لگا" کیا وہ میرے بڑھاپے کے بعد مجھ سے ادب کی خواہش رکھتا ہے۔"

انی لابصر فی ترجیل لمته

وخط لحیته فی خده عجبا

"بے شک میں اس کے بال دھو کر کنگھی کرنے اور اس کے رخسار پر اس کی ڈاڑھی کے خط میں ایک تعجب انگیز بات دیکھتی ہوں۔"

قالت له عرسه یوما لتسمعنی

مهلا فان لنا فی امنا اربا

"اس کی بیوی مجھے سنانے کے لیے اس سے ایک دن کہنے لگی رک جاؤ (یعنی ان کی حرکات و گستاخی کو چھوڑ دو) کیونکہ اماں جان کی تو ہمیں بڑی ضرورت ہے۔"

ولو رایتنی فی نار مسعره

ثم استطاعت لزادت فوقها حطبا

"(یعنی ان کی یہ بات صرف مجھے سنانے کے لیے تھی اور حقیقت حال یہ ہے) کہ اگر وہ مجھ کو بھڑکائی ہوئی آگ میں دیکھے اور اس کا بس چلے تو اس آگ کے اوپر اور لکڑیاں ڈال دے۔"

(دیوان الحماسہ ص ۱:۲)

قطع رحمی کرنے والے گنہگار کا حال

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاندانی اور سسرالی رشتہ داریوں کو اپنی نعمت بتایا ہے، جس سے انسانوں کو نوازا ہے، اور یہ حکم دیا ہے کہ تم رشتہ داروں کو پہچانو، اور ان رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک اور نیک برتاؤ کرتے رہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان رشتہ داروں سے بگاڑ اور قطع تعلق کو حرام فرمایا ہے، اور حکم دیا گیا ہے ان رشتوں کو نہ کاٹو، یعنی ایسا مت کرو کہ بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں وغیرہ سے اس طرح بگاڑ لو کہ یہ کہہ دو کہ تم میری بہن نہیں اور میں تمہارا بھائی نہیں، اور یہ کہہ کر بالکل رشتہ داری کا تعلق ختم کرلو، ایسا کرنے کو "قطع رحم" اور "رشتہ کاٹنا" کہتے ہیں۔ یہ شریعت میں حرام ہے، اور بڑے سخت گناہ کا کام ہے، اور اس کی سزا جہنم کا دردناک عذاب ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ. (محمد: ۲۲)

"پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ، اور اپنے خونی رشتے کاٹ ڈالو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کردیا ہے، چنانچہ انہیں بہرا بنادیا ہے، اور ان کی آنکھیں اندھی کردی ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَیَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ. (الرعد:۲۱)

"(عقلمند ودانا) وہ لوگ ہیں جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں، اور معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، یہ لوگ انہیں جوڑے رکھتے ہیں، اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اور حساب کے برے انجام سے خوف کھاتے ہیں۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے "قطع رحمی" کو پسند نہیں کیا، اس لئے رشتہ داروں سے تعلق توڑنا اچھا نہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، اور میں رحمٰن ہوں، میں نے رشتوں کو پیدا کیا ہے، اور اپنے نام سے اس کے نام کو مشتق کیا ہے، تو جو شخص رشتہ کو ملائے گا، میں اس کو ملاؤں گا، اور جو اس کو کاٹ دے گا، میں اس کو کاٹ دوں گا۔ اور ایک روایت میں مذکور ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنا رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری مجلس سے جو کوئی قطع رحم ہو وہ اٹھ جائے، پس کوئی بھی نہ اٹھا مگر ایک نوجوان جو اس حلقے کے بالکل آخر میں بیٹھا تھا، وہ جوان اٹھا اور اپنی پھوپھی کے پاس گیا، اس لئے کہ اس نے

کئی برسوں سے اس کے ساتھ قطع تعلق کر لیا تھا، تو اس نے اپنی پھوپھی سے صلح کی، تو اس نوجوان کی پھوپھی نے پوچھا کہ بھتیجے! آج کیسے آنا ہوا، اور کیسے تو نے میرے ساتھ صلح کی؟ تو اس نوجوان نے بتایا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا تھا، تو انہوں نے کہا کہ جو بھی قاطع رحم ہو وہ ہماری مجلس سے اٹھ جائے تو اس نوجوان کی پھوپھی نے اس سے کہا کہ تم واپس جاؤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان سے پوچھو کہ یہ کیوں آپ نے ایسا کیا؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے کے بعد اس نے پوچھا کہ آپ کی مجلس میں قطع رحم قطع تعلقات کرنے والا کیوں نہیں بیٹھ سکتا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ

"بے شک اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی، جس میں کوئی قطع رحم ہو۔"

اور حضرت علی ابن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹے دیکھو کسی قاطع رحم کی صحبت میں نہ بیٹھنا، کیوں کہ میں قاطع رحم کو کتاب اللہ میں تین جگہ معلون پایا ہے۔

پڑوسیوں کو تکلیف دینے والے گنہگار کا حال

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسیوں، ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ بھی نیک اور اچھے برتاؤ کا حکم دیا ہے، چنانچہ ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا یہ جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ بدسلوکی اور ایذاء رسانی کرنا حرام وگناہ اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا کہ:

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِى الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. (النساء:۳٦)

''اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب والے پڑوسی، دُور والے پڑوسی، ساتھ بیٹھے (یا ساتھ کھڑے) ہوئے شخص اور رہ گیر کے ساتھ اور اپنے غلام باندیوں کے ساتھ بھی (اچھا برتاؤ رکھو)۔ بیشک اللہ کسی اِترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔''

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! وہ مومن نہیں ہوگا، خدا کی قسم! وہ مومن نہیں ہوگا، خدا کی قسم! وہ مومن نہیں ہوگا۔ تو کسی صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ! کون ہے وہ شخص؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو جائیں۔

ایک حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ پڑوسی کے متعلق مجھے وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ عنقریب یہ پڑوسی کو وارث ٹھہرا دیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ! فلانی عورت کی نماز و روزہ اور صدقہ کا بڑا چرچا ہوتا رہتا ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی رہتی ہے۔ تو ارشاد فرمایا: کہ یہ عورت جہنمی ہے تو اس آدمی نے کہا کہ فلانی عورت کے روزہ و نماز اور صدقہ میں کمی کا چرچا ہے، وہ صرف

پنیر کی ٹکیہ کو صدقہ میں دیا کرتی ہے، مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو نہیں ستاتی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جنتی ہے۔

مطلب:۔ یہ ہے کہ یہ دوسری عورت فرائض وواجبات تو پورے ادا کرتی تھی، مگر نفل نمازیں، نفل روزے اور نفل صدقات میں اس کی دلچسپی کم تھی، تاہم پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتی تھی، آپ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت سنائی، جبکہ پہلی عورت جو فرائض واجبات کے ساتھ نوافل کا بکثرت اہتمام کرتی ہے، مگر زبان کے معاملہ میں غیرمحتاط رہتی تھی، اس کی زبان سے پڑوسی ہر وقت پریشانی اور مصیبت میں رہتے تھے، آپ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ جہنم میں جائیگی۔

امام غزالیؒ فرماتے ہے کہ پڑوسیوں کا حق صرف یہی نہیں ہے کہ ان کو تکلیف نہ دی جائے، بلکہ ان کا حق یہ ہے کہ ان کی تکلیف کو برداشت کیا جائے، انسان پر لازم ہے کہ وہ پڑوسیوں کی تکلیف رسانی پر صبر کرلے، چاہے اس کا پڑوسی ذمی کافر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حضرت سہل بن عبداللہ التستریؒ سے روایت منقول ہے کہ ان کا پڑوسی ایک مجوسی تھا، اور اس کے بیت الخلاء کے پانی کا پائپ پھٹا ہوا تھا، اور نجاست والا گندا پانی حضرت سہل کے مکان کے ایک کمرے میں گرتا تھا، تو حضرت سہل کے گھر والوں کو گندگی اور نجاست کے پانی سے تکلیف رہتی، تو آپ نے ایک بڑا ٹپ نیچے رکھ دیا کہ وہ پانی اس ٹپ یا بالٹی میں گرتا اور رات کے وقت وہ ٹپ گرا دیتے تھے، اس طرح روزانہ مجوسی پڑوسی کے بیت الخلاء کی گندگی بالٹی میں جمع ہوتی رہتی اور بغیر اس کو بتائے حضرت سہل اور ان کے گھر والے برداشت کرتے اور رات کے وقت اس گندگی کو باہر پھینک دیتے، اور طویل زمانے تک یہ معاملہ چلتا رہا۔ یہاں تک حضرت سہل ایسے بیمار

ہوئے کہ قریب الموت ہوگئے تو آپ نے اس وقت اپنے اس پڑوسی مجوسی کو بلایا اور اس کو بتایا کہ اس کمرہ میں جاؤ اور دیکھو اس کمرے میں کیا ہو رہا ہے، تو وہ مجوسی داخل ہوا، پھٹا ہوا پائپ اور اس سے نکلتی ہوئی غلاظت ونجاست بالٹی سے ٹپکتی ہوئی دیکھی تو کہنے لگا یہ کیا ہے؟ حضرت سہل نے فرمایا کہ ایک زمانہ دراز سے ہو رہا ہے کہ تمہارے گھر سے یہ ٹپکتا ہے، اور ہم دن میں اس کو جمع کرتے ہیں اور رات کے وقت پھینک دیتے ہیں۔ اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ شاید میری اجل موت قریب آچکی ہے اور مجھے خوف ہے کہ شاید میرے بعد میں آنے والے اتنے وسیع اخلاق کے نہ ہوں اور وہ اس چیز کو برداشت نہ کر سکیں، تو میں نے قبل از وقت آپ کو بتا دینا مناسب سمجھا اور اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ اب جو تیری مرضی ہے وہ کرو۔ تو اس مجوسی پڑوسی نے کہا، اے بزرگ! آپ میرے ساتھ اس قسم کا معاملہ بردباری کا زمانہ دراز سے فرما رہے ہیں اور اس کے باوجود میں اپنے کفر پر برقرار ہوں، یہ غیر مناسب ہے، آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں اور کلمہ شہادت پڑھوں اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ۔ اور پھر اس کے بعد تھوڑے عرصے میں حضرت سہل انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ناحق قتل کرنے والے گنہگار کا حال

انسان بحیثیت انسان انتہائی محترم مخلوق ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ انتہائی خوبصورت جسم، ساخت اور شکل عطا فرمائی، فرشتوں سے سجدہ کرایا اور دنیا جہاں کی نعمتیں اس کی خدمت اور فائدے کے لئے پیدا کیں۔ لہٰذا ہر انسان کی عزت، مال اور جان لائق احترام اور قابل حفاظت ہے۔ الا یہ کہ

انسان خود اپنے اس مقام و احترام کو ضائع کر دے۔

قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی قتل شرک کے بعد سب سے بڑا جرم ہے۔

جب مؤمن کا یہ مقام اور اس کے خون کی حرمت کا یہ عالم ہے تو اس کا ناحق خون بہانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی سنگین بلکہ حقوق العباد میں سب سے بڑا جرم ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قتل مؤمن پر شدید ترین الفاظ میں ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور آخرت میں قاتل کے لئے خوفناک سزا مقرر کی ہے۔ شرک کے علاوہ کسی دوسرے جرم یا گناہ پر ایسی سزا کی نظیر نہیں ملتی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۝

(سورۃ النساء، آیت:۹۳)

”اور جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے، تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے“۔

مؤمن کی جان جب اس قدر اہمیت و حرمت کی حامل ہے تو اسے قتل کر دینا بھی اسی اعتبار سے سنگین جرم ہے معاملے کی سنگینی کو حضور ﷺ نے ان الفاظ میں مزید واضح فرمایا ہے۔

لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم

”ایک مسلمان کے قتل کے مقابلے میں پوری دنیا کا تباہ و برباد ہو جانا اللہ تعالیٰ کے

نزدیک زیادہ معمولی بات ہے''۔

یعنی مسلمان کا خون اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا سے زیادہ اہم ہے اس ضمن میں آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ۹ ذی الحجہ کی مبارک تاریخ میں ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں خونِ مسلم کی اہمیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ''اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''حرمت والا دن'' آپ ﷺ نے پوچھا کون سا شہر ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''حرمت والا شہر'' آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''حرمت والا مہینہ''۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

فان دماء کم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا۔

(بخاری شریف)

''یقیناً تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر آپس میں اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت ہے اور (بالخصوص) تمہارے اس شہر کی حدود میں اور اس مبارک و مقدس مہینے کے دوران''۔

صحابۂ کرام میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کا ایک خاص مقام تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں احادیث روایت کی ہیں۔ اپنے وقت کے مفتی مانے جاتے تھے، تفسیر القرآن میں آپ کو خصوصی امتیاز حاصل تھا جملہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ''امام التفسیر'' تھے، آپ رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا: کیا قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بڑے تعجب سے پوچھا تم کیا کہہ رہے ہو؟ جب سائل نے دو تین بار اپنا

سوال دہرایا تو فرمایا: میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے۔

یاتي المقتول معلقاً راسه باحدی یدیه متلبباً قاتله بالید الاخری تشخب او داجه دماً حتی یاتي به العرش فیقول المقتول لرب العالمین: هذا قتلني فیقول الله تعالیٰ تعست ویذهب به الی النار.

(نسائی کتب القسامۃ)

''روز قیامت مقتول اس حال میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا، کہ اس نے ایک ہاتھ میں اپنا سر تھاما ہوا ہوگا، دوسرے ہاتھ میں قاتل کا گریبان پکڑا ہوگا، مقتول کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا وہ اسی حال میں چلتے چلتے عرش الٰہی تک پہنچے گا۔ اللہ رب العٰلمین کے حضور اپنی فریاد پیش کرتے ہوئے کہے گا! اس نے مجھے قتل کیا تھا'' اللہ تعالیٰ قاتل سے کہے گا! ''تو تباہ و برباد ہو'' اور اسے جہنم میں بھیج دیا جائیگا''۔

روز محشر ہر انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اپنے اعمال نامے کے ساتھ پیش ہوگا۔ عام چھوٹے موٹے گناہ یعنی صغیرہ گناہ تو نیک اعمال کی برکت سے دھل چکے ہوں گے۔ بڑے بڑے گناہ بھی خالص توبہ کی وجہ سے معاف ہو جائیں گے اور جن گناہوں پر توبہ کی توفیق نہ مل سکی ہوگی ان کے بدلے میں یا تو سزا ملے گی یا نیکیاں کاٹ کر معاف کر دیا جائیگا۔ لیکن قتل مومن کا معاملہ ان سب سے مختلف ہے اور بالخصوص جب اتنا سنگین جرم کرنے کے بعد انسان الٹا خوش ہوتا پھرے اور اپنی اس گھناؤنی کارستانی کو کارنامہ قرار دیتا رہے (گویا ندامت اور توبہ کے آثار اس کے قریب تک نہ ہوں) تو پھر ایسا قاتل اپنی قرار واقعی سزا پائے بغیر قطعاً نہ چھوٹ سکے

گا۔ اور نہ ہی کوئی بڑی سے بڑی نیکی اس کے اس جرم کا فدیہ بن سکے گی۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

من قتل مؤمناً فاغتبط بقتله لم يقبل الله منه صرفاً ولا عدلاً۔ (کتاب الفتن۔ سنن ابی داؤد)

''جس نے کسی مؤمن کا قتل کیا اور اپنے اس فعل پر خوش ہوا اللہ تعالیٰ (روزِ محشر دورانِ حساب اس جرم کے بدلے میں) نہ کوئی نفل نیکی اس سے بطورِ فدیہ قبول فرمائیں گے اور نہ کوئی اور عوض اس سے لیا جائیگا''۔

خودکشی کرنے والے گنہگار کا حال

عن ابی هريرة ؓ قال قال رسول الله ﷺ من تردى من جبل فقتل نفسه فهو في نار جهنم يتردى فيها خالداً مخلداً فيها ابداً ومن تحسّى سمّاً فقتل نفسه فسمه في يده يتحسّاه في نار جهنم خالداً مخلداً فيها ابداً ومن قتل نفسه بحديدة فحديدته في يده يتوجا بها في بطنه في نار جهنم خالداً مخلداً فيها ابداً۔

(مظاہر حق: ج ۳، ص ۵۱۵)

''حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کر لی وہ شخص ہمیشہ دوزخ میں گرایا جائے گا اور وہاں ہمیشہ رہے گا اور کبھی اس سے نہیں نکلے گا۔ اور جو شخص زہر پی کر خودکشی کرے گا اور اس کا زہر اس کے ہاتھ میں

ہوگا جسے وہ دوزخ کی آگ میں پیٹے گا وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس سے کبھی نہیں نکلے گا۔ اور جس شخص نے لوہے کے (کسی) ہتھیار (جیسے چھری وغیرہ) سے اپنے آپ کو مار ڈالا اس کا وہ ہتھیار دوزخ کی آگ میں اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ اپنے پیٹ میں چبھوئے گا اور دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اس سے کبھی نہیں نکلے گا''۔

یہ حقیقت ہے کہ دنیا جہاں کی ہر نعمت انسان کی خدمت اور فائدے کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کی مذکورہ حدود میں رہ کر ان سب سے فائدہ اٹھانا انسان کا حق ہے لیکن کسی بھی چیز کے غلط استعمال کی اسے اجازت نہیں، کیونکہ انسان مالک مطلق نہیں بلکہ صرف اور صرف امین ہے، حتی کہ وہ اپنی اس جان کا بھی مالک نہیں، جس کی وجہ سے اس کی زندگی کا عمل جاری ہے، اسی لئے غلط یا غلط طریقے سے اپنی زندگی کا جز یا کل خرچ نہیں کرسکتا۔ اگر وہ اپنی یہ زندگی خود اپنے ہاتھوں ختم کرنا چاہے تو جان کے خالق و مالک نے اس کی اجازت نہیں دی۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا"

''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقین مانو کہ اللہ تمہارے اوپر مہربان ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ"

''اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔

مرنے والے کے ساتھ عام طور پر رحمدلی اور ترس کا معاملہ کیا جاتا ہے، اکثر اوقات مخالف اور دشمن بھی اس موقع پر ترس کھاتا ہے۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی کس

قدر مشفق اور سراپا رحمت تھی کہ ہمیشہ اپنے دشمن کے لئے بھی دعائے ہدایت کی اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح حکم نہیں آگیا کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے بھی انکار نہیں فرمایا۔ مگر جناب رحمۃ للعالمین ﷺ نے خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"اتی النبی ﷺ برجل قتل نفسه بمشاقص فلم یصل علیه"

"نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا جس نے تیز دھار ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی"۔

تقریباً تقریباً تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام وقت اور نیک لوگوں کو خودکشی کرنے والے کے جنازہ میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ عام لوگ اس کا جنازہ پڑھا کر دفن کر دیں تاکہ دوسروں کے لئے عبرت کا سامان ہو۔

خودکشی کے بارے میں ایک سبق آموز واقعہ

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب جناب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو طفیل ابن عمر دوسی رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ آ گئے ان کے ساتھ ان کے قبیلے کے ایک اور شخص نے بھی ہجرت کی۔ (اتفاق سے) وہ شخص مدینہ میں بیمار ہو گیا اور (جب مرض نے شدت اختیار کی تو) اس سے صبر نہ ہو سکا، چنانچہ اس نے تیر کا پیکان لے کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے۔ اس کی وجہ سے اس کے دونوں ہاتھوں سے اتنا خون جاری

ہوا کہ وہ مر گیا (اس کے انتقال کے بعد ایک دن) طفیل بن عمرؓ نے اس شخص کو خواب میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کی ہیئت تو اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھ چھپا رکھے تھے۔ طفیلؓ نے اس سے پوچھ کر "تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وجہ سے بخش دیا کہ میں نے اس کے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی" پھر طفیلؓ نے کہا کہ میں تمہیں اپنے دونوں ہاتھ چھپائے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ اس شخص نے (بڑی حسرت کے ساتھ) کہا کہ (پروردگار کی طرف سے) مجھ سے کہا گیا ہے کہ جس چیز کو تم نے خراب کیا ہے ہم اس کو ہرگز درست نہیں کریں گے۔ جب طفیلؓ نے یہ خواب رسول کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے اللہ! اس کے دونوں ہاتھوں کو بخش دے"۔ (مظاہر حق: ج ۳، ص ۵۱۶)

سود خور گنہگار کا حال

اسلام نے جن چیزوں کو بڑی سختی سے حرام اور ممنوع قرار دیا ہے ان میں ایک سود بھی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کو اتنے شدید ترین الفاظ میں متنبہ کیا ہے کہ اہل شرک کے علاوہ کسی دوسرے گناہ کے مرتکب کے لئے ایسے الفاظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوئے۔

قرآنی اسلوب کی شدت ملاحظہ فرمائیں۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ

اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ"

"اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے"۔

سود خور جس طرح ایک ایک پائی کی خاطر اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق بھول رہا ہوتا ہے ہفتوں اور مہینوں کے حساب سے مال بڑھانے میں منہمک ہوتا ہے۔ اسے قریبی سے قریبی تعلق کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اس مال پرست کے باؤلے پن کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح کھینچا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ○ (البقرۃ: ۲۷۵، ۲۷۶)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت میں) اٹھیں گے جیسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو، یہ اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ! "بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہوتی ہے"۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے، لہٰذا جس شخص کے پاس اس

کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ (سودی معاملات سے) باز آ گیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اس کا ہے اور اس (کی باطنی کیفیت) کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس شخص نے لوٹ کر پھر وہی کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے، اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو ناشکرا گنہگار ہو۔"

زمانۂ جاہلیت اور ہدایت قرآنی کے آنے سے پہلے جو لوگ ایسی حرکت کر چکے تھے ان کے بارے میں تو نرمی کی کوئی گنجائش موجود تھی، لیکن مسلمان کہلانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے واضح احکام آنے کے بعد بھی کوئی سود خوری پر مصر رہے اسے اپنا انجام اس آیت مبارکہ کی روشنی میں دیکھ لینا چاہیے۔

حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز فجر کے بعد صحابہ کرام ؓ سے اُن کے خواب دریافت کیا کرتے تھے، اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے خود اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "آج رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا! ہمارے ساتھ چلئے۔ چنانچہ ہم چل پڑے۔ پھر آپ نے چند مناظر کا ذکر کر کے فرمایا:

"فَاَتَيْنَا عَلٰى اَحْمَرَ مِثْلِ الدَّمِ وَاِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ وَاِذَا عَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً وَاِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا سَبَحَ ثُمَّ يَاْتِي ذٰلِكَ الَّذِيْ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهٗ فَاهُ فَيُلْقِمُهٗ حَجَرًا

فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ يَفْغَرُ فَاهُ

فَأَلْقَمَهُ حَجَرًا..... قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا فَمَا

هٰذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَ: قَالَا لِي..... وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ

عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا...

"بالآخر ہم ایک دریا پر پہنچے جس کا پانی خون جیسا سرخ تھا، دریا میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور کنارے پر ایک آدمی موجود تھا۔ جس نے اپنے پاس بہت سارے پتھر اکٹھے کر رکھے تھے۔ تیرنے والا آدمی تیرتا رہتا، تیرتا رہتا، پھر پتھر والے کے پاس آتا اور اپنا منہ کھول دیتا۔ وہ شخص کھینچ کر ایسا پتھر مارتا کہ اس کے منہ میں داخل ہو کر اس کا لقمہ بن جاتا، وہ بھاگ کر دور چلا جاتا اور تیرتا رہتا، لیکن گھوم پھر کر اس کے پاس دوبارہ پہنچ جاتا اور اپنا منہ کھول دیتا، پتھر والا اس کے منہ پر اسی طرح پتھر مارتا۔ میں نے دونوں فرشتوں سے کہا: آج رات میں نے کئی عجیب وغریب مناظر دیکھے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے مجھے بتایا ..... اور جس آدمی کو آپ نے دیکھا کہ وہ تیر رہا تھا اور اس کے منہ پر پتھر مارے جا رہے تھے، وہ سود خور تھا"۔

واضح رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی الٰہی کا ایک حصہ ہوتے ہیں جو شریعت میں اس طرح دلیل ہیں جس طرح دیگر احکامات الٰہی، خواب ہی کی بنیاد پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنے کا فیصلہ کیا اور عملاً ممکنہ اقدام بھی کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مینڈھا بھیج کر ان دونوں باپ

بیٹے کو امتحان میں کامیاب قرار دے دیا، معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب شریعت کا حصہ ہیں۔

سود اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر قابل ملامت ولعنت ہے کہ اس کے کاروبار سے متعلق کسی معنی میں شرکت، تعاون یا حرمت اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"لعن اللہ آکل الربوا و موکلہ وشاھدیہ وکاتبہ وقال ھم سواء"

"اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے سود کھانے والے، سود کھلانے والے پر، اس کے دونوں گواہوں پر اور سودی معاملہ لکھنے والے پر، اور فرمایا سب برابر ہیں"۔

اس حدیث کی روشنی میں ہر وہ مسلمان اپنا چہرہ بآسانی دیکھ سکتا ہے جو خود سود کھاتا ہو، دوسروں کو کھلاتا ہے، ایسے کاروبار کی دلالی کرتا ہو یا ایسے بینکوں اور اداروں میں چاکری کرتا ہو جو سودی کاروبار کے ساتھ تعاون کی صورت نکلتی ہو۔

یتیموں کا مال ہڑپ کرنے والے گنہگار کا حال

کوئی بھی معاشرہ جس کے اندر ذرا سی بھی انسانیت زندہ ہو، وہ کمزور، لاچار اور محتاج افراد کے لئے بے پناہ ہمدردی اور تعاون کا ذمہ دار ہوتا ہے اور پھر اسلامی معاشرہ جس کی بنیاد ہی خیر خواہی، شفقت اور ایثار پر رکھی گئی ہے، فی الواقع ہر کمزور کے لئے "دارالامان" ہے اور پھر یتیم جیسا "بے بس اور ناتواں" فرد انسانیت میں سب سے زیادہ اہتمام، عنایت، شفقت اور ہمدردی کا مستحق ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّۃِ ھٰکَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَابَۃِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَھُمَا"

"میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے"
آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی اور ساتھ والی درمیانی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیانی تھوڑی سی کشادگی فرمائی (یعنی دونوں انگلیاں ملی ہوئی نہیں تھیں)۔"

جس طرح یتیم کی پرورش اس کی نگہداشت اور اس کے ساتھ حسن معاملہ عظیم نیکی ہے، اسی طرح اس کے ساتھ ظلم، زیادتی اور اس کے مال پر ہاتھ صاف کرنا انتہائی گھٹیا حرکت اور آخرت کی شدید باز پرس کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا"○

"جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں، درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے"۔

چونکہ یتیم کا معاملہ بڑا نازک اور اس کے مال کا غلط استعمال انتہائی خطرناک ہے، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف اس شرط کے ساتھ مال یتیم کے قریب ہونے کی اجازت بخشی ہے کہ انسان اُسے عمدہ طریقے سے استعمال کرے یعنی کاروبار میں لگا کر اسے بڑھائے اور فی الواقع یتیموں کو فائدہ پہنچائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ.

''مال یتیم کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہترین ہو یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے''۔

اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو بطور خاص نصیحت فرمائی ہے جو انتظامی معاملات کی صلاحیت اور تجربہ نہیں رکھتے کہ وہ مال یتیم کے قریب نہ جائیں اور نہ ہی اس کی سرپرستی قبول کریں۔

اور حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا معراج کے وقت اچانک میں نے ایسے مردوں کو دیکھا کہ ان پر دوسرے مرد مسلط تھے جو ان کی داڑھوں کو کھول رہے تھے اور دوسرے کچھ لوگ تھے جو جہنم سے پتھر گرم کیے ہوئے لاتے اور ان کے منہ میں ڈالتے اور وہ ان کے پاخانے کے راستہ سے خارج ہوتے۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں گویا کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے انگارے ڈال رہے ہیں۔ (مسلم شریف)

شراب نوشی کرنے والے گنہگار کا حال

حضرت ابو امامہ ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے بعض افراد رات اور دن شراب اور لہو ولعب میں گذار دیں گے۔ تو ایک دن صبح کو یہ لوگ بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے۔ ان میں خسف بھی ہوگا (زمین میں دھنسنا) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسیں گے۔ لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلہ دھنس گیا۔ ان پر لوط کی قوم کی طرح پتھر برسیں گے۔ اور قوم عاد کی طرح

آندھیوں سے تباہ کیے جائیں گے، اس کی وجہ یہ ہوگی کہ لوگ شراب پئیں گے اور سود کھائیں گے، ریشمی لباس استعمال کریں گے۔ گانے والیاں اُن کے پاس جمع ہوں گی اور قطع رحمی کریں گے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کا فسق و فجور ان کے ہاں رائج ہوگا۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب عزوجل نے قسم کھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے! میرے بندوں میں سے جو بھی بندہ شراب کا کوئی گھونٹ پیئے گا تو اس کو اتنی ہی پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے ڈر سے شراب چھوڑے گا، اس کو مقدس حوضوں سے پلاؤں۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک عبرت انگیز واقعہ

غالباً بنی اسرائیل میں ایک شخص گذرا ہے، اس کا واقعہ ہے۔ نیک آدمی تھا، ایک عورت اس کو ورغلا کر لے گئی اور اس کو کہنے لگی کہ یا تو شراب پی لے یا اس معصوم بچے کو (جو کہ وہاں موجود تھا) قتل کر دے یا پھر میرے ساتھ زنا کر۔

ان تین باتوں میں سے ایک بات کرنی ہوگی، ورنہ ابھی سارے محلے کو اکٹھا کرتی ہوں اور ان کو بتاتی ہوں کہ یہ میرے گھر میں بری نیت سے آیا ہے۔

اب وہ پھنس گیا بے چارا۔ سوچا کہ اگر بچے کو قتل کرتا ہوں تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اس سے منہ کالا کرتا ہوں تو یہ اور بڑا گناہ ہے۔ شراب پیتا ہوں تو یہ بھی کبیرہ ہے، لیکن اس نے سوچا کہ چلو شراب جو ہے یہ کم از کم صرف میری جان تک ہے۔ یہ گناہ متعدی تو نہیں۔ آگے تو نہیں جائے گا اس لئے میں شراب پی لیتا ہوں، اس نے اس گناہ کو چھوٹا سمجھا۔ اللہ نے کیسے عذاب میں مبتلا کر دیا؟ جب اس نے شراب پی، شراب کے

بعد اس کی عقل زائل ہو گئی، اور اس نے پہلے اس عورت کے ساتھ زنا کیا، پھر بچے کو بھی قتل کر دیا، وہ بھی ہو گیا یہ بھی ہو گیا۔ شراب بھی پی لی۔ فرمایا شراب جو ہے اس سے خانہ خراب ہوتا ہے، شرب کا انجام برا ہوتا ہے۔

ریاکاری کرنے والے گنہگار کا حال

جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جُبُّ الْحزن (غم کے کنویں) سے پناہ مانگو! صحابہ نے عرض کیا کہ جُبُّ الحزن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخ میں ایک گڑھا ہے جس سے روزانہ خود دوزخ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس دوزخ کے گڑھے میں کون لوگ جائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ریاکاری اور دکھلاوے کے جذبے سے عمل کرنے والے عبادت گزار جائیں گے۔

ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض عبادت گزار وہ بھی ہیں جو (ظالم) امراء کے پاس جاتے ہیں، یعنی خوشامد اور چاپلوسی کے لئے ان کے یہاں حاضری دیتے ہیں۔

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں کا حال

اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت کی ہوئی لاکھوں اور کروڑوں نعمتوں میں سے ”زبان“ ایک عظیم نعمت ہے۔ اس کے حسن استعمال سے جس قدر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اس سے کہیں زیادہ نقصان اس کے غلط استعمال میں ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○ (النور: ۲۳، ۲۴، ۲۵)

''یاد رکھو! کہ جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، اُن پر دُنیا اور آخرت میں پھٹکار پڑ چکی ہے، اور اُن کو اُس دن زبردست عذاب ہوگا۔ جس دن خود اُن کی زبان، اُن کے پاؤں اُن کے خلاف اُس کرتوت کی گواہی دیں گے، جو وہ کرتے رہے ہیں۔ اُس دن اللہ اُن کو وہ بدلہ پورا پورا دیدے گا جس کے وہ مستحق ہیں، اور اُن کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے، اور وہی ساری بات کھول دینے والا ہے۔''

ایک عبرت ناک واقعہ

زرقانی (شرح موطا امام مالک) میں ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں ایک ڈیرے پر ایک عورت فوت ہوگئی، دوسری اسے غسل دینے لگی۔ جو غسل دے رہی تھی۔ جب اس کا ہاتھ مری ہوئی عورت کی ران پر پہنچا تو اس کی زبان سے نکل گیا، میری بہو! (جو دو چار ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں) یہ جو آج عورت مرگئی ہے اس کے تو فلاں آدمی کے ساتھ خراب تعلقات تھے۔ غسل دینے والی عورت نے جب یہ کہا تو قدرت کی طرف سے گرفت آگئی۔ اس کا ہاتھ ران پر چمٹ گیا، جتنی کھینچتی ہے وہ جدا نہیں ہوتا۔ زور لگاتی ہے مگر ران ساتھ ہی آتی ہے۔ دیر لگ گئی۔ میت کے ورثاء کہنے

لگے بی بی جلدی غسل دو۔ شام ہونے والی ہے ہم نے جنازہ پڑھ کر اسے دفنانا بھی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ میں تمہارے مردے کو چھوڑتی ہوں مگر وہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ رات پڑ گئی مگر ہاتھ یونہی چمٹا رہا۔ دن آ گیا پھر بھی ہاتھ چمٹا ہوا۔ اب مشکل بنی تو اس کے ورثاء علماء کے پاس گئے۔ ایک مولوی سے پوچھتے ہیں، مولوی صاحب! ایک عورت دوسری مردہ عورت کو غسل دے رہی تھی اس کا ہاتھ اس میت کی ران کے ساتھ چمٹا رہا، اب کیا کیا جائے۔ وہ فتویٰ دیتا ہے کہ چھری کے ساتھ اس کا ہاتھ کاٹ دو غسل دینے والی عورت کے وارث کہنے لگے کہ ہم اپنی عورت کو معذور نہیں کرانا چاہتے، ہم اس کا ہاتھ نہیں کٹنے دیں گے۔ انہوں نے کہا، فلاں مولوی کے پاس چلیں۔ اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ چھری لے کر مری ہوئی عورت کا گوشت کاٹ دیا جائے۔ مگر عورت کے ورثاء نے کہا کہ ہم اپنا مردہ خراب نہیں کرنا چاہتے۔ تین دن اور تین راتیں اسی حالت میں مسلسل گزر گئے۔ گرمی بھی تھی دھوپ بھی تھی۔ بدبو پڑنے لگی۔ گردونواح کے کئی دیہاتوں تک خبر پہنچ گئی۔ انہوں نے سوچا کہ یہاں یہ مسئلہ کوئی حل نہیں کر سکتا چلو مدینہ منورہ میں جاتے ہیں۔ وہاں حضرت امام مالکؒ اس وقت قاضی القضاۃ کی حیثیت میں تھے۔ وہ حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ حضرت! ایک عورت مری پڑی تھی اور دوسری اسے غسل دے رہی تھی، اس کا ہاتھ اس کی ران کے ساتھ چمٹ گیا، چھوٹتا ہی نہیں، تین دن ہو گئے، کیا فتویٰ ہے؟ امام مالکؒ نے فرمایا مجھے وہاں لے چلو۔ وہاں پہنچے اور چادر کی آڑ میں پردے کے اندر کھڑے ہو کر غسل دینے والی عورت سے پوچھا، بی بی! جب تیرا ہاتھ چمٹا تھا تو تو نے زبان سے کوئی بات تو نہیں کہی تھی۔ وہ کہنے لگی، میں نے اتنا کہا تھا کہ یہ جو عورت مری ہوئی ہے اس کے فلاں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔ امام مالکؒ نے پوچھا، بی بی! جو تو نے تہمت

لگائی ہے کیا اس کے چار چشم دید گواہ تیرے پاس تھے۔ کہنے لگی نہیں۔ پھر فرمایا: کیا اس عورت نے خود تیرے سامنے اپنے بارے میں اقبال جرم کیا تھا؟ کہنے لگی نہیں۔ فرمایا: پھر تو نے کیوں تہمت لگائی؟ وہ کہنے لگی کہ میں نے اس لئے کہہ دیا تھا وہ گھڑا اٹھا کر اس کے دروازے پر سے گزر رہی تھی۔

یہ سن کر امام مالکؒ نے وہیں کھڑے ہو کر پورے قرآن میں نظر دوڑائی۔ پھر فرمانے لگے۔ قرآن پاک میں آتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النور:۴)

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ، اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود فاسق ہیں۔"

تو نے ایک مردہ عورت پر تہمت لگائی، تیری پاس کوئی گواہ نہیں تھا میں وقت کا قاضی القضاء حکم کرتا ہوں، جلادو! اسے مارنا شروع کر دو۔ جلادوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔ وہ کوڑے مارتے جا رہے ہیں، ستر کوڑے مارے مگر ہاتھ یونہی چمٹا رہا، پچھتر کوڑے مارے مگر ہاتھ پھر بھی یونہی چمٹا رہا، اناسی کوڑے لگے تو ہاتھ پھر بھی نہ چھوٹا، جب اسی واں کوڑا لگا تو اس کا ہاتھ خود بخود چھوٹ کر جدا ہو گیا۔"

بے بنیاد تہمت لگانے والے کی سزا اسی کوڑے

کسی کی عزت پر انگلی اٹھانا اور بالخصوص زنا کا الزام دھرنا نہ صرف متعلقہ فرد کو قتل

کر دینے کے مترادف ہے بلکہ اس کے سارے خاندان کو برباد کرنے سے زیادہ بدتر ہے، اسی لئے شریعت اسلامی نے زنا کے بعد سب سے کڑی سزا الزام زنا کی مقرر کی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، تو اُن کو اَسّی کوڑے لگاؤ، اور اُن کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، اور وہ خود فاسق ہیں۔"

اگرچہ مذکورہ بالا آیتوں میں عورتوں پر تہمت لگانے کا ذکر ہے۔ لیکن پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورتوں یا مردوں پر زنا کی تہمت لگانا برابر جرم ہے۔

مذکورہ بالا آیات سورت النور کی ہیں۔ سورت النور ہجرت کے پانچ یا چھ سال بعد نازل ہوئی ہے۔ ہجرت مدینہ منورہ سے بھی آٹھ سال قبل ۵ نبوی میں مسلمانوں کا پہلا گروہ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گیا تو نجاشی کے دربار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات کا جو خلاصہ بیان کیا اس میں بتایا:

"نهانا عن الفواحش وقول الزور واكل مال اليتيم وقذف المحصنة" (مسند امام احمد: ج ۱، ص ۲۰۲، حدیث ۱۷۴۰)

تکبر کرنے والے گنہگار کا حال

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ تکبر کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ. (اعراف۔۱۴۶)

''میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔''

کیونکہ اپنے کو بڑا سمجھنا اس کا حق ہے جو واقع میں بڑا ہو وہ ایک خدا کی ذات ہے۔ اور تکبر کی مذمت حدیث میں بھی بہت زیادہ آئی ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی کہ جنت میں وہ داخل نہیں ہوگا، جس کے قلب میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے تو جو کوئی شخص ان دونوں چیزوں میں سے کسی میں مجھ سے جھگڑا کرے گا تو اس کو جہنم میں ڈال دوں گا، اور ذرہ برابر پرواہ نہیں کروں گا اور ایک حدیث حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا (عمرو بن عاص) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن متکبر لوگوں کو چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کے مانند انسانوں کی شکل میں اٹھایا جائیگا، اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت اور دوزخ میں مناظرہ ہوا جہنم نے کہا کہ میں ترجیح دی گئی ہوں متکبر اور جبار لوگوں کے ساتھ اور

جنت نے کہا کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ ترجیح دی گئی ہو جو کمزور اور گرے پڑے اور بھولے بھالے ہوں گے۔

ریاکاری کرنے والے تین گنہگاروں کا حال

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اول وہلہ میں جس کا فیصلہ سنایا جائے گا وہ تین شخص ہونگے ایک شہید، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت کے رتبے کو حاصل کر چکا، اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ پوچھیں گے، میں نے جو تجھے نعمتیں دی تھی، اس کا تو نے کیا کیا، وہ کہے گا۔ میں نے تیری خاطر لڑائی کی تھی حتی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے اس لئے لڑائی لڑی تھی کہ لوگ تجھے بہادر کہیں، سو کہا جا چکا، پھر حکم ہوگا کہ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے۔

دوسرا شخص سخی ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، میں نے تجھے نعمتیں دی تھیں، تو نے اس کا حق ادا کیا وہ کہے گا، میں نے کوئی مصرف نہیں چھوڑا، جس میں میں نے خرچ نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا تو نے اس لئے خیرات وصدقات کئے تھے کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو کہا جا چکا، حکم ہوگا کہ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو۔

تیسرا شخص عالم ہوگا، جس نے علم پڑھایا اس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے کہ تو نے ان کا حق ادا کیا، وہ شخص کہے گا کہ میں نے تیری رضا کی خاطر قرآن مجید پڑھا اور پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا، تو نے قرآن مجید اس لئے

پڑھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قاری کہیں سو تجھے کہا جا چکا، چنانچہ حکم ہوگا کہ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے۔

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنانے لگے تو تین مرتبہ بے ہوش ہوگئے اور بیان کرتے ہیں کہ روتے روتے ہچکی بندھ ہوگئی۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ آج کل ہمارا کیا بنے گا۔

جھوٹی گواہی دینے والے گنہگار کا حال

جھوٹی گواہی بھی حرام وگناہ کبیرہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا عمل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی فہرست بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا.
(الفرقان:۷۲)

"اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو چیز کے پاس سے گذرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں گناہ کبیرہ میں سے زیادہ بڑے بڑے گناہوں کی خبر نہ دے دوں؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ ہم لوگوں کو ضرور بتا دیجئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ بڑے بڑے گناہوں میں وہ بڑے گناہ یہ ہیں۔ خدا کے ساتھ شرک کرنا، اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، اور ایذاء رسانی کرنا۔ یہ فرماتے وقت حضور ﷺ مسند لگا کر لیٹے ہوئے تھے تو ایک دم بیٹھ گئے اور فرمایا: "الاوقول الزور" یعنی خبردار! اور جھوٹی بات، پھر اسی لفظ کو

اتنی دیر تک بار بار دہراتے رہے کہ ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا کہ کاش! حضور ﷺ اس بات کو فرمانے سے خاموش ہو جاتے اور اس سے آگے کوئی دوسری بات فرماتے۔

ایک اور حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے، اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے۔

یوں تو ہر جھوٹی بات حرام و گناہ ہے مگر جھوٹی گواہی خاص طور سے بہت ہی سخت گناہ کبیرہ اور جہنم میں گرا دینے والا جرم عظیم ہے، کیونکہ قرآن و حدیث میں خصوصیت کے ساتھ جھوٹی گواہی پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے قسموں کے جھوٹ سے تو صرف جھوٹ بولنے والے ہی کی دنیا و آخرت خراب ہوتی ہے مگر جھوٹی گواہی سے تو گواہی دینے والے کی دنیا و آخرت خراب ہونے کے علاوہ کسی دوسرے مسلمان کا حق بھی مارا جاتا ہے یا بلا قصور کوئی مسلمان سزا پاتا ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں شرعاً کتنے بڑے بڑے گناہ کے کام ہیں۔ لہٰذا بہت ضروری ہے کہ مسلمان جھوٹی گواہی کو جہنم کی آگ سمجھ کر ہمیشہ اس سے دور بھاگیں۔

امانت میں خیانت کرنے والے گنہگار کا حال

امانت میں خیانت بہت بڑا گناہ اور حرام کام ہے، اور چوری کی طرح یہ بھی جہنم میں لے جانے والا حرام کام ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا. (النساء:۵۸)

"یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔"

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ. (الانفال:۲۷)

"اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے بے وفائی نہ کرنا، اور نہ جانتے بوجھتے اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب ہونا۔"

یہ آیت دراصل حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ کی مسلسل شرارتوں کی وجہ سے ان کا محاصرہ کرلیا تھا، ۲۷ دن تک محاصرہ رہا، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے ثالث مقرر کردیں، جو وہ فیصلہ کرے بس ٹھیک ہے، آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو مقرر کردیا، انہوں نے کہا ابولبابہ کو مقرر فرمادیں، چنانچہ ان کو بھی مقرر کردیا گیا، انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے۔ تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے گلے کی طرف اشارہ کیا کہ اب تمہیں قتل کیا جائے گا، یہ ایک راز تھا جو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان پر ترس کرکے بتادیا تھا، چونکہ ان کے بچے بھی بنوقریظہ میں تھے، تو بعد میں احساس ہوا کہ یہ تو خیانت ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راز نہیں بتانا چاہیے تھا۔

اس پر نادم ہوئے تو اپنے آپ کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون سے باندھ دیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو میں نہیں کھولونگا، چنانچہ چھٹے دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

واضح رہے کہ جس طرح روپیوں، پیسوں اور مال وسامان کی امانتوں میں خیانت حرام ہے، اسی طرح باتوں، کاموں، اور عہدوں کی امانتوں میں بھی خیانت حرام ہے۔ مثلاً کسی نے آپ سے اپنے راز کی بات کہہ دی، اور آپ سے یہ کہہ دیا کہ یہ بات امانت ہے، کسی سے مت کہئے گا، اور وہ بات آپ نے کسی سے کہہ دی تو یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ اسی طرح کسی نے آپ کو مزدور رکھ کر کوئی کام سپرد کیا، مگر آپ نے قصداً اس کام کو بگاڑ دیا، یا کام کم کیا، تو آپ نے امانت میں خیانت کی۔ اسی طرح ایک حاکم کے عہدہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے رعایا کی نگرانی رکھے، اور ان کی خبر گیری کرتا رہے، اور عدل وانصاف قائم رکھے، غرض مزدور، کاریگر، ملازم وغیرہ جو کام ان لوگوں کو سونپا گیا ہے، وہ ان کاموں کے امین ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے کام اور ڈیوٹی کے پوری کرنے میں کمی یا کوتاہی کریں گے، تو وہ امانت میں خیانت کے مرتکب ہوں گے۔ یاد رکھیں کہ ہر قسم کی امانتوں میں خیانت حرام ہے۔ اور ہر خیانت جہنم لے جانے والا کام ہے۔ ہر مسلمان کو ہر قسم کی خیانتوں سے بچنا ایمان کی سلامتی اور جہنم سے نجات پانے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

ناپ تول میں کمی کرنے والے گنہگار کا حال

سامان اور سودا لیتے وقت ناپ تول میں کمی کرنا ایک قسم کی چوری اور خیانت ہے جو کہ حرام اور سخت گناہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔ (الاسراء:۳۵)

''اور جب کسی کو کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پورا ناپو، اور تولنے کے لئے صحیح ترازو استعمال کرو۔ یہی طریقہ درست ہے، اور اسی کا انجام بہتر ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ. (المطففین)

''بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی۔ جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری پوری لیتے ہیں۔ اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ انہیں ایک بڑے زبردست دن میں زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا؟ جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔''

اسی طرح حدیثوں میں بھی حضور اقدس ﷺ نے ناپ تول میں کمی کی ممانعت و مذمت بار بار فرمائی ہے، اور ناپ تول پورا پورا دینے کی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپ تول کرنے والوں سے فرمایا کہ بے شک تم لوگ ایسے کام لگائے گئے ہو کہ اس کام میں تم سے پہلے کچھ امتیں ہلاک ہو گئیں۔

مطلب یہ ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کرو، کیونکہ تم سے پہلے کچھ امتوں نے ناپ تول

میں کمی کی تھی تو ان پر خدا کا عذاب آ گیا اور ان کو عذاب الٰہی نے ہلاک کر ڈالا، لہٰذا تم لوگ ناپ تول میں ہرگز ہرگز کبھی کمی نہ کرنا ورنہ تمہارے لئے بھی وہی عذاب الٰہی کا خطرہ ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مالک بن دینارؒ کسی شخص کی خبر گیری کے لئے گئے، دیکھا کہ وہ شخص قریب المرگ ہے، آپ نے کلمہ شہادت پڑھنے کو کہا، مگر اس سے نہ پڑھا گیا، ہر چند کہ وہ کلمہ شریف پڑھنے کی کوشش کرتا مگر اس کی زبان سے سوائے دس گیارہ کے لفظ کے اور کوئی لفظ نکلتا نہیں تھا، اور آپ سے کہنے لگا۔ ''حضور جب میں کلمہ پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو آگ کا ایک پہاڑ مجھ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھتا ہے۔'' آپ نے لوگوں سے پوچھا یہ کام کیا کرتا تھا، تو معلوم ہوا کہ یہ ناپ تول میں کمی کرتا تھا، اور دھوکے سے مال لیا دیا کرتا تھا۔

انسان جب مال حرام استعمال کرتا ہے تو اس کی وجہ سے مرنے کے بعد اس کو قبر ہی سے عذاب دیا جاتا ہے۔ علامہ کمال الدین دمیریؒ حیاۃ الحیوان میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ چند مختلف علاقوں کے آدمی سفر حج کے لئے نکلے، حج سے فارغ ہو کر جب وہ لوگ واپس آئے تو مکہ مکرمہ سے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا، ساتھیوں نے قبر وغیرہ تیار کی۔ جب نماز جنازہ ادا کر کے اس کو دفن کرنے کے خیال سے قبر کے پاس لے گئے تو قبر میں ایک سانپ کو غضبناک پھنکار مارتا ہوا پایا، تو اس قبر میں اس کو دفن نہیں کیا، بلکہ آگے چل کر دوسری قبر دو فرلانگ کے فاصلے پر تیار کی، اور ساتھی کو اٹھا کر اس قبر کے پاس لائے تو اس میں بھی سانپ موجود تھا۔

ان لوگوں نے سمجھا کہ شاید یہ سانپوں کی سرزمین ہے، اس لئے دفن کرنے کا مشورہ و فتویٰ حاصل کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فتویٰ دریافت کیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔

لو حفرتم له الارض كلها وجدتم كذلك.

''اس مردے کو اللہ تعالیٰ عذاب قبر میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں، اس لئے
اگر تم پورے روئے زمین کو کھود ڈالو تو اس عذاب قبر کو ہر جگہ پاؤ گے۔
تم لوگ جاؤ اور اسی طرح دفن کر دو۔''

فتویٰ پانے کے بعد ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو سانپ کی موجودگی میں دفن کر دیا تو ان لوگوں نے یہ عبرتناک منظر دیکھا کہ سانپ نے سب سے پہلے حملہ اس کی زبان پر کیا، اور اس کی زبان کو کاٹنے لگا، ان لوگوں نے جلدی سے قبر کا منہ بند کر دیا، جب سب لوگ اپنے گھر پہنچے، اور دو تین حاجی صاحبان میت کے گھر گئے، اور ان کی عورت سے پوچھا کہ تمہارے شوہر کیسے تھے؟ ان کے اعمال کیا تھے؟ عورت نے کہا کہ ''میرے شوہر نمازی تھے، روزہ دار تھے، اور زکوٰۃ کے پابند تھے، حج کے لئے تمہارے ساتھ گئے تھے، ان کے سب کام اچھے تھے''۔ حاجی صاحبان نے قبر کے عذاب اور سانپ کا واقعہ سنایا کہ ''اس نے زبان پر حملہ کیا'' آخر وہ کیا کرتے تھے؟ تو عورت نے بیان کیا کہ ''میرے شوہر کی ایک بات یاد آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب وہ مہاجن سے سو بوری گیہوں کا بھاؤ طے کر کے آتے تو سو بوری گیہوں میں سے دس بوری اپنے لئے رکھ لیتے، اور اس کی جگہ دس بوری جو خرید کر نوے بوری گیہوں میں ملا کر مہاجن کو دے آتے۔''

چونکہ یہ ایک طرح اکل حرام تھا، فروخت شدہ گیہوں کا نہ دینا اور اس کی جگہ جو دینا اور دس بوری گیہوں سے خود فائدہ اٹھانا حرام تھا، اس لئے اکل حرام پر سزا ہوئی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا مشاہدہ کبھی کبھی دنیا میں ہی کرا دیا جاتا ہے۔ تاکہ عبرت ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو جہنم میں لے جانے والے عمل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

کافر کی ذلت آمیز، رسوا کن موت

اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کی جان نکال لاؤ۔ میں نے اس کو ہر چیز کی فروانی عطا کی، اپنی نعمتوں کے دریا (دنیا میں چاروں طرف سے) اس پر بہادیے۔ مگر وہ میری نافرمانی سے باز نہیں آیا، لاؤ آج اُس کو سزا دوں، ملک الموت علیہ السلام نہایت تکلیف دہ خوفناک شکل میں اس کے پاس آتے ہیں، ان کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں، ان کے پاس ایک گرز (لوہے کا موٹا سا ڈنڈا) جہنم کی آگ کا ہوتا ہے، جو کانٹے دار ہوتا ہے، ملک الموت کے ہمراہ پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں، جن کے پاس تانبے کا ایک ٹکڑا اور ہاتھوں میں جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگارے اور آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو دہکتے ہوئے ہوتے ہیں، ملک الموت آتے ہی وہ گرز اتنی قوت سے اُس کو مارتے ہیں جس سے اس کے کانٹے اس کے رگ و پے میں گھس جاتے ہیں پھر وہ پوری قوت سے اس کو کھینچتے ہیں، باقی فرشتے اس کے منہ اور سرین پر کوڑے برسانا شروع کردیتے ہیں جس سے مُردہ پر بیہوشی طاری ہونے لگتی ہے۔ وہ اس کی روح کو پاؤں کی انگلیوں سے نکال کر ایڑی میں روک دیتے ہیں، پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ روک لیتے ہیں، جگہ جگہ اس کی روح اس لئے روکتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اس کو تکلیف پہنچائی جائے اس لئے کبھی پیٹ میں روک دیتے ہیں اور کبھی وہاں سے کھینچ کر سینے میں روک دیتے ہیں، پھر فرشتے اس تانبہ کو اور جہنم کے انگاروں کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ اور ملک الموت

علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے معلون روح نکل اور اُس جہنم کی طرف چل جس کی ہولناکی درج ذیل آیات میں بیان کی گئی ہے۔

"فِی سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیْمٍ"

(الواقعہ: ۴۲،۴۳،۴۴)

"وہ ہوں گے تپتی ہوئی لو میں، اور کھولتے ہوئے پانی میں، اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں، جو نہ ٹھنڈا ہوگا، نہ کوئی فائدہ پہنچانے والا"

پھر جب اس کی روح بدن سے رخصت ہوتی ہے وہ بدن سے کہتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے بُرا بدلہ دے تو مجھے اللہ کی نافرمانی میں جلدی سے لے جاتا تھا اور اس کی اطاعت میں سُستی کرتا تھا تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا۔ اور یہی مضمون بدن روح سے کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی کیا کرتا تھا اُس پر لعنت کرتے ہیں اور شیطان کے لشکر دوڑ کر اپنے سردار ابلیس کو خوشخبری سُناتے ہیں کہ ایک آدمی کو جہنم تک پہنچا دیا، پھر وہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اُس پر تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں، پھر اُس پر کالے سانپ مُسلط ہو جاتے ہیں جو اُس کی ناک اور پاؤں کے انگوٹھے سے کاٹنا شروع کرتے ہیں یہاں تک کہ درمیان میں دونوں جانب کے سانپ آکر مل جاتے ہیں پھر اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر جن کی ہیئت ابھی گذر چکی ہے) آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ وہ ہر سوال کے جواب میں لاعلمی ظاہر کرتا ہے اور اُس کے جواب میں اُس کو گُرز سے اس قدر زور سے مارتے

ہیں کہ اُس گرز کی چنگاریاں قبر میں پھیل جاتی ہیں۔ اس کے بعد اُس کو کہتے ہیں کہ اُوپر دیکھ، وہ اوپر کی جانب جنت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے (اس کی باغ وبہار وہاں سے نظر آتی ہے) وہ فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اُس کو اُس وقت ایسی حسرت ہوتی ہے کہ ایسی حسرت کبھی نہ ہوئی ہوگی، پھر دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن اب تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔

موت کے بعد کافروں کا حال

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جب کافر لوگوں پر موت کا وقت آجاتا ہے تو ان کافروں کو انتہائی شدید ہولناکیوں اور سخت بری تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ (سورۃ الانعام: آیت ۹۳)

"اور اگر تم وہ وقت دیکھو (تو بڑا ہولناک منظر نظر آئے) جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے، اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہہ رہے ہوں گے کہ) "اپنی جانیں نکالو، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائیگا، اس لئے کہ تم جھوٹی باتیں اللہ کے

ڈے لگاتے تھے، اور اس لئے کہ تم اس کی نشانیوں کے خلاف تکبر کا
رویہ اختیار کرتے تھے۔"

اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ برزخ میں بھی عذاب ہوتا ہے اور نعمتیں بھی ملتی ہیں، عذاب قبر برحق ہے کیونکہ آیت میں یہی ظالم لوگ مخاطب ہیں اور عذاب کی نسبت بھی ان ہی کی طرف کی گئی ہے، یہ عذاب اسی وقت شروع ہوتا ہے جب موت قریب ہوتی ہے، موت سے کچھ دیر پہلے بھی اور موت کے بعد بھی۔

اسی طرح کا ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ
وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ○

(سورہ الانفال: آیت ۵۰)

"اور اگر تم دیکھتے (تو وہ عجیب منظر تھا) جب فرشتے ان کافروں کی
روح قبض کر رہے تھے، ان کے چہروں اور پشت پر مارتے جاتے
تھے، (اور کہتے جاتے تھے کہ) "اب جلنے کا مزہ (بھی) چکھنا۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کافر پر موت کا وقت آجاتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتا ہے اور سخت دل سیاہ چہرے والے فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں، کافر کی روح سے کہا جاتا ہے۔ "اے خبیث! جان گرم ہوا، گرم اور جلا دینے والے سائے کی طرف نکل۔" تو روح اس کے جسم میں منتشر ہو جاتی ہے۔ (چھپتی ہے) تو فرشتے روح کو اس طرح نکالتے ہیں جس طرح سیخ کو بھیگی ہوئی اون سے نکالا جائے تو سیخ کے

ساتھ رگیں اور پٹھے نکل آتے ہیں۔

قیامت کے دن ذلت ورسوائی اور خوف

کافر لوگوں کا حال قبروں سے نکالے جانے کے وقت بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوْفِضُوْنَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ (المعارج: ۴۳-۴۴)

''جس دن یہ جلدی جلدی قبروں سے اس طرح نکلیں گے، جیسے اپنے بتوں کی طرف دوڑے جارہے ہوں، ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی، یہ وہی دن ہوگا جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہوگا۔''

یعنی قبروں سے تیزی کے ساتھ نکلیں گے، آواز دینے والے کے حکم کو مانتے ہوئے اس کی پکار کی طرف دوڑیں گے گویا کہ ان کے دوڑنے کا مقصد جھنڈے تک پہنچنا ہے اس طرح ان کے لئے ممکن ہی نہیں ہوگا کہ بلانے والے کی نافرمانی کرسکیں یا اس کی آواز کو آئندہ پر ٹال سکیں۔ بلکہ ذلیل اور مقہور ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ (ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گے، ان پر ذلت چھارہی ہوگی) اس کا سبب یہ ہوگا کہ ان کے دل اور کلیجے ذلت اور بیقراری کی لپیٹ میں ہوں گے، ان کی آنکھوں میں خوف ہوگا، بے حس وحرکت ہوں گے، اور ان کی آوازیں ناپید ہوجائیں گی۔

یہ حال اور یہ انجام اس (دن کا ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا) اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی تکمیل سے مفر ممکن نہیں، پھر غور کیجیے، اس عظیم صورتحال والے دن اس کے خوف کا اندازہ کہاں تک ہو سکتا ہے؟ جس کے قابو میں کافی لوگوں کی جانیں ہوگی۔ جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ
مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ۝ (الغافر:۱۸)

''(اے پیغمبر!) ان لوگوں کو ایک ایسی مصیبت کے دن سے ڈراؤ جو قریب آنے والی ہے، جب لوگوں کے کلیجے گھٹ گھٹ کر منہ کو آجائیں گے، ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا، اور نہ کوئی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے۔''

یــــــوم الآزفۃ: روز قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور یہ نام روز قیامت کے قریب ہونے کی وجہ سے ہے، آزفۃ کے معنی ہے قریب آنے والی جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَزِفَتِ الْآزِفَةُ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ
(النجم:۵۷)

''جو گھڑی جلد آنے والی ہے، وہ قریب آپہنچی ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے جو اُسے ہٹا سکے۔''

اور فرمایا (جب دل حلق تک پہنچ جائیں گے اور سب خاموش ہوں گے) یعنی اس قدر خوف و ہراس ہوگا، دل حلق میں اٹک جائیں گے نہ باہر نکل سکیں گے نہ اپنی جگہ واپس آسکیں گے یعنی خوف کی وجہ سے دل اپنی جگہ سے ہٹ جائیں گے (کاظمین) کا معنی ہے

جھکے ہوئے ہونا، باری تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہیں کریں گے۔

روزِ محشر کفار کا باہمی جھگڑا اور ایک دوسرے پر لعن طعن

اللہ کے دشمن کافر جس وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کی ہولناکیاں دیکھیں گے تو ان کی محبت دشمنی میں بدل جائے گی اور ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے، آپس میں جھگڑا کریں گے اور لعن طعن کرنی شروع کر دیں گے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ. (ابراہیم: ۲۱)

''اور یہ سب لوگ اللہ کے آگے پیش ہوں گے۔ پھر جو لوگ (دنیا میں) کمزور تھے، وہ بڑائی بگھارنے والوں سے کہیں گے کہ: ''ہم تو تمہارے پیچھے چلنے والے لوگ تھے، تو کیا اب تم ہمیں اللہ کے عذاب سے کچھ بچالو گے؟'' وہ کہیں گے: ''اگر اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہوتی تو ہم بھی تمہیں ہدایت دے دیتے۔ چاہے ہم چیخیں چلائیں یا صبر کریں، دونوں صورتیں ہمارے لئے برابر ہیں، ہمارے لئے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہیں۔''

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ قَالَ

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ

(غافر ۴۸)

"اور اُس وقت (کا دھیان رکھو) جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے، چنانچہ جو (دنیا میں) کمزور تھے، وہ اُن لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے کہ: "ہم تو تمہارے پیچھے چلنے والے لوگ تھے، تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہمارے بدلے خود لے لوگے؟" وہ جو بڑے بنے ہوئے تھے، کہیں گے کہ: "ہم سب ہی اس دوزخ میں ہیں۔ اللہ تمام بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔"

کافر لوگوں کے اس عظیم دن میں متعدد جھگڑے ہوں گے، مشرک اپنے جھوٹے خداؤں سے، پیروکار اپنے پیشوایان، مجرم اپنے ہم نوا مجرموں سے جھگڑیں گے، اور معاملہ اس وقت انتہائی شدت اختیار کر جائے گا، اور جھگڑا اپنے عروج پر پہنچ جائے گا، اور جب انسان سے اس کے اعضاء ہی جھگڑنا شروع کر دیں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔ (حم السجدة ۱۹، ۲۰، ۲۱)

"اور اُس دن کا دھیان رکھو جب اللہ کے دشمنوں کو جمع کر کے آگ

کی طرف لے جایا جائے گا، چنانچہ انہیں ٹولیوں میں بانٹ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں، ان کے خلاف گواہی دیں گی کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ: ''تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟'' وہ کہیں گی کہ ''ہمیں اسی ذات نے بولنے کی طاقت دے دی ہے، جس نے ہر چیز کو گویائی عطا فرمائی۔'' اور وہی ہے جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور اسی کی طرف تمہیں واپس لے جایا جا رہا ہے۔''

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، آپ ﷺ ہنس پڑے پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنس پڑا؟ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: بندے کے اپنے رب کو مخاطب کرنے کی وجہ سے (میں ہنس پڑا) بندہ کہے گا، اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کہیں گے، کیوں نہیں؟

فرمایا: بندہ کہے گا میں اپنے خلاف کسی کی گواہی قبول نہیں کروں گا، سوائے اس کے کہ گواہ مجھ سے ہو۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کہیں گے آج تیرے خلاف تیرے نفس کی گواہی اور لکھنے والے معزز فرشتوں کی گواہی ہی کافی ہے۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا، بولو فرمایا اس کے اعضاء بول کر بتائیں گے، اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. (یٰس: آیت ۶۵)

"آج کے دن ہم اُن کے منہ پر مہر لگادیں گے، اور اُن کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔"

فرمایا: بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا، تمہارے لئے دہری ہلاکت ہو تمہاری خاطر میں تو سب کچھ کیا کرتا تھا۔ (مسلم)

جب جہنم کافر لوگوں کے لئے مستقل ٹھکانہ قرار دے دیا جائیگا تو ان کی آوازیں بلند ہو جائیں گے، اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے، پھر بعض کے لئے مزید عذاب کی آرزو کریں گے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن لَّا تَعْلَمُونَ.

(اعراف: آیت ۳۸)

"(اس طرح) جب بھی کوئی گروہ دوزخ میں داخل ہوگا، وہ اپنے جیسوں پر لعنت بھیجے گا، یہاں تک کہ جب ایک کے بعد ایک، سب اُس میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ان میں سے جو لوگ بعد میں آئے تھے، وہ اپنے سے پہلے آنے والوں کے بارے میں کہیں گے کہ: "اے ہمارے پروردگار! انہوں نے ہمیں غلط راستے پر ڈالا تھا، اس لئے اِن کو آگ کا دُگنا عذاب دیجئے۔" اللہ فرمائے گا کہ: "سبھی کا

عذاب دگنا ہے، لیکن تمہیں (ابھی) پتہ نہیں ہے۔"

کافر لوگوں کو پچھتانا اور شرمندہ ہونا، اور آرزو کرنا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائیں یا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ہلاکت ہوجائے۔ جب کافر لوگوں کو عذاب اور ذلت و رسوائی نظر آئی گی تو ان کو پچھتاوا اور شرمندگی ہوگی، اور یہ شرمندگی بصورت عذاب اتنی کثرت سے ہوگی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دن کا نام ہی "یوم حسرت" رکھ دیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ. (مریم: آیت ۳۹)

"اور (اے پیغمبر!) ان کو اس پچھتاوے کے دن سے ڈرائیے جب ہر بات کا آخری فیصلہ ہوجائے گا، جبکہ یہ لوگ (اس وقت) غفلت میں ہیں، اور ایمان نہیں لا رہے۔"

کافر لوگوں کو اپنے رسول کی اتباع نہ کرنے کا اور رسولوں کے دشمنوں کی پیروی کرنے پچھتاوا اتنا شدید ہوگا کہ کافر اپنے ہاتھوں کو کاٹنے لگ جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا.

(الفرقان: ۲۷، ۲۸)

"اور جس دن ظالم انسان (حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا، اور کہے گا: "کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کرلی ہوتی۔ ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔"

کافر لوگوں کو جب یقین ہو جائے گا کہ ان کا جرم بالکل معاف نہیں ہوگا اور ان کا عذر بھی قبول نہیں ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو جائیں گے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ . (الروم:۱۲)

''اور جس دن قیامت برپا ہوگی، اس روز مجرم لوگ ناامید ہو جائیں گے۔''

مجرم لوگ دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کریں گے تاکہ وہ مؤمن اور متقی بن کر نیک اعمال کر سکیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. (الانعام:۲۷)

''اور (بڑا ہولناک نظارہ ہوگا) اگر تم وہ وقت دیکھو جب ان کو دوزخ پر کھڑا کیا جائے گا، اور یہ کہیں گے: ''اے کاش! ہمیں واپس (دنیا میں) بھیج دیا جائے، تاکہ اس بار ہم اپنے پروردگار کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں، اور ہمارا شمار مؤمنوں میں ہو جائے!''

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ.

(السجدۃ:۱۲)

''اور کاش تم وہ منظر دیکھو جب یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے (کھڑے) ہوں گے، (کہہ رہے ہوں گے کہ:)

''ہمارے پروردگار! ہماری آنکھیں اور ہمارے کان کھل گئے، اس لئے ہمیں (دُنیا میں) دوبارہ بھیج دیجئے، تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ ہمیں اچھی طرح یقین آچکا ہے۔''

جب کافروں کو عذاب شدید ہوجائے گا اور کشادگی اور ہر قسم کی اچھائی سے ان کو مکمل مایوسی ہوجائے گی تو داروغۂ جہنم مالک کو بار بار پکاریں گے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُم مَّاكِثُونَ.

(الزخرف: ۷۷)

''اور وہ (دوزخ کے فرشتے سے) پکار کر کہیں گے کہ: ''اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کردے۔'' وہ کہے گا کہ: ''تمہیں اسی حال میں رہنا ہے۔''

یعنی ہمیں موت دے دے تا کہ عذاب سے جان چھوٹ جائے ہم جو انتہائی غم کے مارے ہوئے ہیں، اور عذاب میں مبتلا ہیں کہ اتنی قوت و برداشت نہیں رہی کہ ہر صبر کرسکیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ داروغۂ جہنم ایک ہزار سال کے بعد ان کو جواب دے گا (انکم ماکثون) یعنی تمہارا قیام اس میں ابدی ہے، تمہیں کبھی بھی اس سے نہیں نکالا جائے گا، جس سے ان کا رنج و غم دوگنا ہوجائے گا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ.

(المائدة: ۳۷)

"وہ چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں، حالانکہ وہ اس سے نکلنے والے نہیں ہیں، اور ان کو ایسا عذاب ہوگا جو قائم رہے گا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں چلے جائیں گے تو موت کو لاکر جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر اس کو ذبح کر دیا جائیگا اس کے بعد ایک منادی آواز دے گا۔ اے جنت! اب تمہیں موت نہیں آئی گی، اے جہنم! اب موت نہیں۔ اس اعلان سے اہلِ جنت کی خوشیوں میں ایک اور خوشی کا اضافہ ہو جائے گا۔ اور اہلِ جہنم کے دکھوں میں ایک اور دکھ کا اضافہ ہو جائے گا۔

عذابِ قبر اور گنہگار کی چیخ و پکار

حضرت براء بن عازب ؓ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کافر جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں تو آسمان سے منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اسے آگ کا پہناوا پہنا دو اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے ذریعہ دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں پھر اس کو عذاب دینے کے لئے (ایک عذاب دینے والا) مقرر کر دیا جاتا ہے جو اندھا اور بہرا ہوتا ہے اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مار دیا جائے تو پہاڑ ضرور مٹی ہو جائے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اس کی آواز کو انسان اور جنات کے علاوہ مشرق

ومغرب کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ ایک مرتبہ مارنے سے وہ مٹی ہو جاتا ہے اور پھر روح لوٹا دی جاتی ہے۔

چار گنہگاروں کو آنحضرت ﷺ کا خواب میں دیکھنا

حضرت سمرہ بن جندب ؓ کا بیان ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ اکثر اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کرتے تھے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟

ایک دن صبح کو آپ ﷺ نے ازخود بیان کرنا شروع کیا کہ آج کی رات میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھ کو بیت المقدس کی طرف لے گئے، ہمارا گذر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اس کے سر کو پتھر سے کچل رہا تھا۔ جب وہ پتھر مارتا تو سر چور چور ہو جاتا، اور پتھر دور لڑھک جاتا پھر وہ آدمی پتھر لینے جاتا، اتنے میں اس کا سر صحیح سالم ہو جاتا اور وہ واپس آکر پھر پتھر سے مارنے لگتا، اسی طرح برابر ہوتا رہا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ بڑا ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز منظر ہے، یہ دونوں کون شخص ہیں؟ میرے ساتھی نے کہا: ابھی اور آگے چلئے، ہم آگے چلے تو دیکھا کہ ایک آدمی گدی کے بل لیٹا ہوا ہے اور ایک شخص لوہے کے آنکڑے سے اس کی باچھوں کو گدی تک چیرتا ہے۔ ایک طرف اس کا منہ چیر کر جب دوسری طرف سے چیرنے لگتا ہے تو پہلا چیرا ہوا درست ہو جاتا ہے، اسی طرح بار بار چیرتا ہے اور پھر درست ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ مجھ سے کہا گیا ابھی اور آگے چلئے۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے تو ایک تنور ملا اس میں بڑا شور وغل ہو رہا تھا۔ تنور میں جھانکا تو ننگے مرد اور عورتیں تھیں۔ آگ کی لپٹیں ان کے نیچے سے لپکیں اور وہ شور مچانے لگتے۔ وہاں بدبو ناقابل برداشت تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ مجھ کو حکم ہوا کہ ابھی اور آگے چلئے۔ ہم ایک نہر پر گذرے جس کا پانی خون کی طرح سرخ تھا۔ اس میں

ایک آدمی تیر رہا تھا اور دوسرا آدمی نہر کے کنارے بہت سے پتھر لیے کھڑا ہوا تھا وہ تیرنے والا جب کنارے پر آتا تو اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے والا آدمی ایک پتھر اس کے منہ میں لقمہ کے طور پر ڈال دیتا۔ اسی طرح بار بار ہوتا رہا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا، ابھی اور آگے چلیے، تو ہم ایک انتہائی بدصورت آدمی پر گذرے اس کے پاس آگ تھی وہ آگ سلگاتا اور اس کے گرد چکر لگاتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا ابھی اور آگے چلیے۔ ہم آگے بڑھے تو ایک سرسبز و شاداب باغ پر گذرے اور باغ کے بیچ میں ایک دراز قد شخص کے گرد بہت سے بچے تھے۔ میں نے ان بچوں کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جواب ملا ابھی اور آگے چلیے۔ پھر ہم ایک ایسے وسیع اور حسین باغ میں پہنچے، میں نے ایسا باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اپنے ساتھی کے حکم سے میں اندر داخل ہوا۔ اس میں ایک ایسا چشمہ تھا کہ سونے چاندی کی اینٹوں سے اُس کی تعمیر ہوئی تھی۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے دروازہ کھلوایا اور ہم اس میں داخل ہوگئے۔ اندر پہنچے تو ہمارے سامنے چند آدمی آئے جن کا آدھا جسم نہایت خوبصورت اور آدھا جسم بدصورت تھا۔ میرے ساتھی نے ان سے کہا کہ تم اس سامنے والی نہر میں کود پڑو۔ وہ کود پڑے۔ وہ نہر بہت وسیع تھی اور اس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا، جب وہ نہر سے نکل کر واپس آئے تو اُن کی بدصورتی ختم ہوگئی اور پورا جسم نہایت حسین ہوگیا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہی تمہارا ٹھکانہ ہے۔ میں نے نگاہ اٹھائی تو ایک سفید محل نظر آیا۔ ساتھی نے کہا یہ بھی تمہارا ٹھکانہ ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے، مجھے اپنے اس ٹھکانے میں ذرا داخل ہونے دو، انہوں نے کہا: ابھی تو نہیں، مگر تم ضرور اس محل میں داخل ہوگے۔ میں نے شروع سے اب تک جو حیرتناک مناظر دیکھے تھے ان کے بارے میں

اپنے ساتھی سے حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ (۱) پہلا شخص جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ شخص ہے جس نے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر کے اس کو بھلا دیا اور فرض نماز ترک کر کے سوتا رہتا تھا۔ یہ برتاؤ اس کے ساتھ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اور دو (۲) دوسرا شخص جس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ آدمی ہے جو کہ صبح کو اپنے گھر سے چلتا ہے جھوٹ بولتا پھرتا ہے یہ برتاؤ اس کے ساتھ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اور (۳) تیسرے نمبر پر وہ مرد و عورت جو تنور میں ننگے جل رہے ہیں وہ زنا کار لوگ ہیں۔ اور (۴) چوتھا شخص جو نہر میں تیرتا ہے اور کنارے پر پتھر کا لقمہ پاتا ہے وہ شخص ہے جو سود کھایا کرتا تھا اور (۵) پانچواں شخص جو آگ سلگا رہا ہے وہ داروغہ جہنم ہے۔ اور (۶) چھٹا لمبا آدمی جو کہ باغ میں نظر آیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے گرد وہ بچے ہیں جن کی موت فطرت پر یعنی اسلام پر ہوئی اور وہ ساتویں قسم کے لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بدصورت ہے وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اعمال کے ساتھ بُرے اعمال بھی کیے ہیں مگر پھر ان کو رحمت نے اپنے دامن میں لے لیا اور بُرائی کا داغ صاف ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کے بعد ان دونوں ساتھیوں نے اپنا تعارف کرایا کہ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ (بخاری)

عذابِ قبر کے چشم دید پانچ واقعات

روایت ہے کہ ایک جوان آدمی نہایت غمگین عبدالملک کے پاس آیا۔ عبدالملک نے اس کے رنج و غم کی وجہ پوچھی، تو غم زدہ نے کہا کہ میں اپنے گناہ کے سبب سے غمگین ہوں۔ عبدالملک نے اس سے کہا تیرا گناہ زمین و آسمان سے بڑا تو نہیں ہے؟ اس نے کہا بڑا ہے۔ پھر عبدالملک نے کہا تیرا گناہ عرش سے بڑا تو نہیں ہے؟ اس نے کہا

اس سے بھی بڑا ہے۔ عبدالملک نے کہا تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت؟ اس پر اس نوجوان نے خاموشی اختیار کی۔ پھر عبدالملک نے پوچھا تیرا گناہ کون سا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں کفن چور تھا۔ پانچ قبروں کے مُردوں نے مجھے توبہ پر آمادہ کیا۔ ان قبروں کے حالات یہ ہیں کہ میں نے ایک قبر کو کھولا تو اس کے مُردے کو دیکھا کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا گیا تھا اور اس کو دوسرا عذاب بھی دیا جا رہا تھا۔ میں ڈر کر وہاں سے لوٹا۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ تو اس مردہ سے کیوں نہیں پوچھتا کہ وہ عذاب میں کس وجہ سے گرفتار ہے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ بات میں نہیں پوچھ سکتا۔ چنانچہ اس ہاتف نے بتایا کہ یہ شخص نماز کو حقیر سمجھتا تھا، اس لئے اس کو عذاب ہو رہا ہے۔

میں نے ایک دوسری قبر کھودی، تو دیکھا کہ اس قبر کا مُردہ بالکل سُور ہو گیا تھا اور طوق اور بیڑیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ میں یہ دیکھ کر ڈر سے لوٹنے لگا۔ ہاتف غیبی نے پکار کر مجھ سے کہا تو اس مُردہ سے عذاب کا سبب کیوں نہیں پوچھتا؟ میں نے کہا یہ سوال میری قدرت سے باہر ہے۔ ہاتف نے کہا یہ شراب پیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام نہیں سمجھتا تھا۔

میں نے ایک تیسری قبر کھودی تو دیکھا، اس کا مُردہ آگ کی میخوں سے بندھا ہوا تھا اور اس کی زبان گدی کی طرف نکلی ہوئی تھی میں ڈر کر واپس ہونے لگا تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ میت سے اس کی وجہ کیوں نہیں پوچھتا۔ میں نے کہا سوال کی مجھ میں طاقت نہیں۔ اس نے کہا یہ لوگوں کا مال دبانے کی کوشش کرتا تھا۔

میں نے ایک چوتھی قبر کھودی دیکھا کہ مُردہ آگ میں جل رہا تھا اور فرشتے اس کو مار رہے تھے اور وہ چیخ رہا تھا۔ میں ڈر کر واپس ہونے لگا۔ ہاتف غیبی نے آواز دے کر

کہا کہ تو مردہ سے اس عذاب کی وجہ کیوں نہیں پوچھتا۔ میں نے کہا سوال کی مجھ میں قوت نہیں۔ ہاتف نے بتایا کہ یہ جھوٹا شخص تھا اور جھوٹی قسمیں کھایا کرتا تھا۔ میں نے ایک پانچویں قبر کھودی تو دیکھا کہ فرشتے اس مردہ کو آگ کے ستون نما ڈنڈے سے مار رہے تھے اور مردہ خوب چلا رہا تھا۔ میں ڈر کر واپس ہونے لگا تو ہاتف غیبی نے پکار کر کہا کہ تو اس عذاب کا سبب کیوں نہیں پوچھتا۔ میں نے کہا کہ میرے اندر اتنی طاقت نہیں ہے پھر ہاتف نے خود بتایا کہ یہ ایک کھلاڑی تھا۔ شطرنج وغیرہ کھیلا کرتا تھا۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا: مطلب یہ ہے کہ قبر کا عذاب دل، آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرمگاہ، ہاتھ، پاؤں اور سارے بدن کے گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اور ان اعضاء سے جو نیک کام ہوتے ہیں ان پر اجر ملتا ہے۔

قبر میں غریب اور امیر کا حال

حضرت عمرو بن مسلمؒ کا بیان ہے کہ ایک گورکن نے اپنی زندگی کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ تین مردوں کے لئے لگاتار قبریں کھودیں۔ میں دو قبروں کو کھود کر تیسری قبر کھود رہا تھا کہ مجھے شدید گرمی محسوس ہوئی۔ میں نے قبر پر کمبل ڈال دیا اور نیچے اس کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ اس دوران میں نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ دو شخص شہابی گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور پہلی قبر پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا ''لکھ'' دوسرے نے کہا ''میں کیا لکھوں'' پہلے شخص نے کہا لکھ ایک فرسخ طول اور ایک فرسخ عرض۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص دوسری قبر کے پاس آئے اور ایک شخص نے دوسرے سے کہا ''لکھ'' اس نے جواباً کہا میں کیا لکھوں؟ چنانچہ پہلے شخص نے کہا کہ لکھ مد بصر تک یعنی تا حد نگاہ۔ پھر دونوں تیسری قبر کے پاس آئے اور

میں اسی کے اندر سمایا ہوا تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا لکھو۔ دوسرے نے کہا میں کیا لکھوں؟ اس پر پہلے شخص نے کہا لکھو شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے درمیان کا فاصلہ۔ اس منظر کو دیکھنے کے بعد میں بیٹھ کر تینوں جنازوں کا شدت سے انتظار کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک جنازہ آیا اس کے ساتھ بہت کم آدمی تھے۔ میں نے پوچھا یہ کس کی میت ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ایک عیال دار غریب حبشی شخص ہے۔ اس کے پاس کوئی سامان نہیں تھا، ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کا سامان کر دیا ہے۔ یہ سن کر میں نے قبر کھدائی کی مزدوری یہ کہہ کر لوٹا دی کہ اس کے گھر والوں پر خرچ کر دو اور پھر اس کو اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اس جنازے کے ساتھ کاندھا دینے والوں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ یہ جنازہ اس دوسری قبر کے پاس آیا جس کے بارے میں دونوں سواروں نے "تاحد نگاہ" کہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے۔ لوگوں نے بتایا یہ ایک مسافر غریب الوطن ہے، نہایت بیکسی میں ایک گھوڑے پر مرا ہوا تھا، چنانچہ میں نے اس کی قبر پر کوئی مزدوری نہ لی اور پھر وہ دفن کر دیا گیا۔ پھر تیسرے جنازے کے لئے عشاء تک انتظار کیا۔ عشاء کے بعد ایک جنازہ آیا میں نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ مشہور اور سرمایہ دار خاندان کی بااثر عورت کا جنازہ ہے۔ اس کے جنازہ میں لوگوں کی بڑی تعداد شریک۔ یہ عورت اس تیسری قبر میں دفن کر دی گئی، جس کے بارے میں دونوں سواروں نے کہا تھا کہ دو انگلیوں کے درمیان اس قبر کی وسعت ہے۔

چونکہ کفار، گنہگار اور نافرمان لوگوں کی سزا میں جہنم کا ذکر بکثرت آیا ہے، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کی حقیقت، اس میں موجود عذاب کی مختلف شکلیں اور نمونے قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکر کر دیئے جائیں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ جہنم کس قدر ہولناک، خوفناک اور ذلت ورسوائی کی جگہ ہے۔

اس لئے درج ذیل سطور میں جہنم کی حقیقت اور اس کے عذاب کی مختلف صورتوں کو ذکر کیا جارہا ہے۔

جہنم کی آگ

جہنم میں سب سے بڑا عذاب آگ کا ہی ہوگا۔ قرآن مجید میں اس آگ کو کہیں "النار الکبری" بہت بڑی آگ کہا گیا ہے، کہیں "نار اللّٰہ الموقدة" اللہ کی آگ خوب بھڑکائی ہوئی کہا گیا، کہیں "نارا تلظی" آگ کی لپٹ کہا گیا اور کہیں "نار حامیة" بھڑکتی ہوئی آگ کہا گیا ہے۔

اسی آگ کے بارے میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دنیا کی آگ سے انہتر (۶۹) درجہ زیادہ گرم ہے۔ اگر انسان کو محض جلا ڈالنا مطلوب ہو تو اس کے لئے دنیا کی آگ ہی کافی ہے جس میں انسان چند لمحوں کے اندر جل کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جہنم کی آگ تو کافروں اور مشرکوں کو مستقل عذاب دینے کے لئے بھڑکائی گئی ہے۔ لہٰذا دنیا کی آگ سے کئی درجہ زیادہ گرم ہونے کے باوجود یہ آگ جہنمیوں کا قصہ تمام نہیں کرے گی بلکہ انہیں مسلسل عذاب اور عقاب میں مبتلا رکھے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَةٌ لِلْبَشَرِ. (المدثر:۲۸)

”اور تمہیں کیا پتہ کہ دوزخ کیا چیز ہے؟ وہ نہ کسی کو باقی رکھے گی، اور نہ چھوڑے گی، وہ کھالوں کو جھلس دینے والی چیز ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى. (الاعلیٰ:۱۳)

”پھر اس آگ میں نہ مرے گا، نہ جیئے گا۔“

رسول اللہ ﷺ کو خواب میں ایک انتہائی بدصورت اور مکروہ شکل کا آدمی دکھایا گیا جو مسلسل آگ جلا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ دوڑ کر اسے بھڑکا رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے جناب جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا ”یہ کون ہے؟“ جناب جبرائیل علیہ السلام نے بتایا اِنَّهٗ مَالِكٌ خَازِنٌ، اس کا نام مالک ہے اور یہ جہنم کا داروغہ ہے۔ گویا داروغۂ جہنم آج بھی جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے اور قیامت تک مسلسل بھڑکاتا رہے گا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا. (الاسراء:۹۷)

”جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی، ہم اسے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔“

اس شدید گرم آگ سے جہنمیوں کے لباس بنائے جائیں گے، اسی آگ سے ان کے بستر تیار کیے جائیں گے، اسی آگ سے ان کے لئے چھتریاں اور قناتیں بنائی جائیں گی اور اسی آگ سے ان کے لئے فرش بنائیں جائیں گے۔ عذاب الیم کی ایسی بدترین جگہ پر اس انسان کی زندگی کیسی ہوگی جو اپنی ہتھیلی پر چھوٹا سا آبلہ بھی برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔

انسان کی قوت برداشت کا عالم تو یہ ہے کہ جون جولائی کے موسم میں دوپہر بارہ بجے کی گرمی اور لو برداشت کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ کمزور بیمار اور بوڑھے لوگوں کی اموات تک واقع ہونے لگتی ہے۔ حالانکہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق دنیا کی یہ شدید گرمی محض جہنم کے سانس (یا بھاپ) کی وجہ سے ہے۔ جو انسان جہنم کی بھاپ برداشت نہیں کر سکتا وہ جہنم کی آگ کیسے برداشت کرے گا؟

جہنم کی اسی آگ کو دیکھ کر قیامت کے روز تمام انبیاء علیہم السلام اس قدر خوفزدہ ہوں گے کہ رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ۔ (اے میرے رب! مجھے بچایئے۔ اے میرے رب مجھے بچایئے) کہہ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی جان کی امان طلب کریں گے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی آگ کو یاد کر کے روتی رہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران آگ کے عذاب کی آیت پر پہنچے تو بے ہوش ہو گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہنم کی آگ کو یاد کر کے اس قدر روتے تھے کہ ہچکی بندھ جاتی تھی۔

حضرت سفیان ثوریؒ کے سامنے جب بھی جہنم کا ذکر ہوتا تو انہیں خون کا پیشاب آنے لگتا۔

حضرت ربیعؒ ساری ساری رات بستر پر پہلو بدلتے رہتے۔ بیٹی نے پوچھا: ابا جان! ساری دنیا آرام سے سوتی ہے آپ کیوں جاگتے رہتے ہیں؟ فرمانے لگے: "بیٹا! جہنم کی آگ تیرے باپ کو سونے نہیں دیتی۔"

جہنم کے بعض دوسرے عذاب

جس طرح جیل کی اصل شناخت تو قید و بند ہی ہوتی ہے لیکن مجرموں کے جرائم کے مطابق جیل میں انہیں بعض دوسری سزائیں بھی دی جاتی ہیں اسی طرح جہنم کی اصل شناخت تو آگ ہی ہے لیکن کافروں، اور مشرکوں کے گناہوں کے مطابق انہیں بہت سے دوسرے عذاب بھی دیئے جائیں گے۔ ان تمام عذابوں کی تفصیل آپ کو ذخیرۂ احادیث کے ابواب میں ملے گی لیکن ان میں سے بعض کا تذکرہ مختصراً یہاں بھی کیا جارہا ہے۔

زہریلے بدبودار ماکولات اور کھولتے گرم مشروبات کا عذاب

کھانے پینے کے معاملے میں انسان کس قدر نازک مزاج واقع ہوا ہے اس کا اندازہ ہر انسان اپنی ذات سے لگا سکتا ہے۔ جو چیز گلی سڑی ہو یا باسی ہو یا انسان کے مزاج کے مطابق نہ ہو اسے انسان چھونا تک گوارا نہیں کرتا۔ بعض حضرات کھانے میں نمک مرچ کی معمولی سی کمی بیشی تک گوارا نہیں کرتے، لذت دہن کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء کا براہ راست انسان کی صحت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ دنیا میں اس قدر لذت دہن سے کامیاب ہونے والا انسان جب اگلی دنیا میں اپنے اعمال کا امتحان دینے کے لئے اٹھے گا تو سب سے پہلے اسے جس چیز سے واسطہ پڑے گا وہ پیاس کی شدت ہوگی۔ سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ اپنے حوض کوثر پر (جنت میں داخل ہونے سے پہلے میدان حشر میں) جلوہ فرما ہوں گے جہاں اپنے دست مبارک سے اہل ایمان کی پیاس بجھائیں گے۔ کافر اور مشرک بھی اپنی پیاس بجھانے کے لئے حوض کوثر کی طرف آئیں گے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ انہیں دور ہٹا دیں گے۔ اہل بدعت بھی پانی پینے کے لئے حوض کوثر کی طرف آنے کی کوشش کریں گے مگر انہیں بھی دور کردیا جائیگا۔ کافر،

مشرک اور بدعتی اسی حالت میں جہنم میں داخل کر دیے جائیں گے، جہنم میں جانے کے بعد یہ لوگ کھانا طلب کریں گے تو انہیں تھوہر کا درخت اور کانٹے دار گھاس دیا جائیگا۔ جہنمی بادل نخواستہ ایک ایک لقمہ کر کے حلق میں اتاریں گے۔ جس سے ان کی بھوک تو نہ مٹے گی البتہ ان کے عذاب میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ تھوہر کا درخت اور کانٹے دار گھاس جہنم میں پیدا ہوں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کھانے کم از کم اتنے ضرور گرم ضرور ہوں گے جتنی گرم جہنم کی آگ۔

کھانے کے بعد جہنمی پانی طلب کریں گے تو داروغے انہیں جہنم کے عقوبت خانے سے نکال کر جہنم کے چشموں پر لے آئیں گے جہاں کھولتے ہوئے شدید گرم پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جہنمی اسے پینے کی کوشش کرے گا تو پہلے گھونٹ کے ساتھ ہی اس کے منہ کا سارا گوشت و پوست گل سڑ کر نیچے گر پڑے گا۔ اور جو حصہ پیٹ میں جائے گا اس سے اس کی ساری آنتیں وغیرہ کٹ کر پیشاب کے راستے قدموں میں آ گریں گے۔ گویا پینا بھی درحقیقت عذاب الیم ہی کی ایک اور شکل ہوگی اس تواضع کے بعد داروغے پھر اس کو عقوبت خانے میں پہنچا دیں گے۔ جہنم کے ماکولات و مشروبات سے تنگ آ کر اہل جہنم اہل جنت سے درخواست کریں گے کہ کچھ پانی یا کوئی دوسری چیز ہمیں بھی کھانے کے لیے دے دو۔ اہل جنت جواب دیں گے جنت کے کھانے اور پینے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے حرام کر دیے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ کافروں کے لئے تو ابدی جہنم اور اس کے دوسرے عذاب ہیں ہی، حلال وحرام میں امتیاز نہ کرنے والے مسلمانوں کے لئے بھی جہنم اور اس کے ماکولات و مشروبات کا عذاب کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں تو یتیم کا مال کھانے

والے کے لئے واضح طور پر یہ آیت موجود ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي

بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ○ (النساء:۱۰)

"یقین رکھو کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، اور انہیں جلد ہی ایک دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہونا ہوگا۔"

شراب پینے والوں کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ انہیں جہنم میں جہنمیوں کا پسینہ پلایا جائیگا۔

پس اے یتیموں اور بیواؤں کے مال غصب کرنے والو! دوسروں کی جائدادوں پر ناجائز قبضہ کرنے والو! اور اے شراب وشباب سے رنگ رلیاں منانے والو! ایک بار نہیں ہزار بار سوچ کر فیصلہ کرو کہ کیا جہنم میں پیدا ہونے والا تھوہڑ کا درخت اور کانٹے دار گھانس کھا سکو گے؟ آگ میں جلے ہوئے انسانی گوشت سے بہنے والے خون اور پیپ کے کھانے تناول کر سکو گے؟ بدبودار! غلیظ اور سیاہ پانی کے کھولتے ہوئے جام نوش فرما کر سکو گے؟ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

کھولتا پانی سر میں انڈیلنے کا عذاب

کافروں کے لئے ایک المناک عذاب یہ ہوگا کہ ان کے سر میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی انڈیلا جائیگا، چنانچہ اللہ پاک فرشتوں کو یہ حکم دیں گے۔

خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ○ (الدخان:۴۷،۴۸)

"اس کو پکڑو، اور گھسیٹ کر دوزخ کے بیچوں بیچ تک لے جاؤ، پھر
اس کے سر کے اوپر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب انڈیل دو۔"

اس آیت کی وضاحت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کھولتا ہوا پانی کافر کے سر پر ڈالا جائیگا تو اس کے سر میں چھید کر کے جسم کے اندر تمام اعضاء کو جلا ڈالے گا۔ اور پھر یہ اعضاء سرین (پاخانہ کا راستہ) کے راستے سے نکل کر اس کے قدموں میں آگریں گے۔ سر میں سوراخ کرنے کے بعد سب سے پہلے کھولتا ہوا پانی کافر کے دماغ میں جائے گا، جو اس کی مکروہ خواہشات، باطل نظریات، اور مشرکانہ عقائد کا مرکز تھا، جس دماغ سے وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مکر وفریب کی چالیں چلتا رہا، جس دماغ سے وہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے نت نئے دلائل گھڑتا رہا، جس دماغ سے وہ اسلام کی راہ روکنے کے لئے بڑے بڑے منصوبے اور سازشیں تیار کرتا رہا، اسی دماغ سے اس المناک عذاب کا آغاز کیا جائے گا۔ سورۃ دخان کی مذکورہ آیت کے آخر میں ہے کہ جب یہ عذاب دیا جا رہا ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائیں گے:

ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ. (الدخان:۴۹)

"(کہا جائیگا کہ:) "لے چکھ، تو ہی ہے وہ بڑا صاحب اقتدار، بڑا
عزت والا ہے۔"

یہ الفاظ اس بات کی پوری طرح وضاحت کر رہے ہیں کہ اس المناک عذاب کے مستحق وہ پیشوایان کفر اور علمبردارانِ کفر ہوں گے جو دنیا میں اپنی طاقت، اقتدار اور غلبہ کے نشہ میں اسلام کو نیچا دکھانے اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے نت

نئے حربے استعمال کرتے ہوں گے۔ قرآن مجید میں ایسے آئمہ کفر کی مکاریوں اور چالبازیوں کا جا بجا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ (الانفال ۳۰)

''وہ اپنے منصوبے بنا رہے تھے، اور اللہ اپنا منصوبہ بنا رہا تھا، اور اللہ سب سے بہتر منصوبہ بنانے والا ہے۔''

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ. (ابراہیم:۴۶)

''اور وہ لوگ اپنی ساری چالیں چل چکے تھے، اور ان کی ساری چالوں کا توڑ اللہ کے پاس تھا، چاہے ان کی چالیں ایسی کیوں نہ ہوں، جن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔''

چنانچہ اسلام کے خلاف مکر وفریب کے جال پھیلانے والے، دین اسلام کو مغلوب کرنے کے منصوبے بنانے والے اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے کی تدبیریں کرنے والے قیامت کے روز جب حساب کتاب کے لئے اٹھیں گے، تو ان کی تواضع اسی المناک عذاب سے کی جائے گی۔

بلاشبہ یہ المناک عذاب ہے تو کافروں کے لئے، لیکن ایمان لانے کے بعد اسلامی ممالک میں اسلامی نظام کے نفاذ کو روکنے کی سازشیں کرنے والے، اسلامی تعزیرات کا مذاق اڑانے والے، اسلامی شعار کی توہین اور تحقیر کرنے والے، سودی نظام کو جاری رکھنے کی چال چلنے والے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دھوکہ اور فریب دینے والے کیا اس عذاب الیم سے بچ جائیں گے؟

پس اے صدارت اور وزارت کی کرسیوں پر براجمان، کچہریوں اور عدالتوں میں رونق افروز اور اے صوبائی و قومی اسمبلی کے اختیارات کے مزے لوٹنے والے معززین حضرات! اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریئے، اسلام کے خلاف سازشیں کرنے سے باز آجایئے، اسلامی تعزیرات اور اسلامی شعائر کا مذاق مت اڑایئے۔ اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ اور فریب دینا چھوڑ دیجئے ورنہ اس کے عذاب سے بچنا مشکل ہو جائیگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ. (آل عمران:۱۳۱)

''اور اس آگ سے ڈرو جو کفار کے لئے تیار کی گئی ہے۔''

آگ کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ٹھونسنے کا عذاب

جہنم کے شدید عذابوں اور عقابوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ کافروں کے ہاتھ اور پاؤں بھاری زنجیروں سے باندھ کر انتہائی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں ٹھونس دیئے جائیں گے اور اوپر سے دروازے سختی سے بند کر دیئے جائیں گے، نہ ہوا کا گذر ہوگا، نہ روشنی کی کرن ہی نظر آئے گی، نہ کوئی راہ فرار ہوگا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جہنم کافر کے لئے اس طرح تنگ ہوگی، جس طرح نیزے کو لکڑی کے دستے میں سختی سے ٹھونسا جاتا جاتی ہے۔ اس حالت میں کافر موت کو پکاریں گے، لیکن موت نہیں آئے گی، اسی بات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَإِذَآ أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۞ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۞

(الفرقان:١٣)

"اور جب ان کو اچھی طرح باندھ کر جہنم کی تنگ جگہ میں پھینکا جائیگا تو وہاں یہ "موت" کو آواز دے کر پکاریں گے، (اس وقت ان سے کہا جائیگا کہ:) "آج تم موت صرف ایک بار نہ پکارو، بلکہ بار بار موت کو پکارتے ہی رہو۔"

لیکن موت کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ہوگا، موت ذبح کی جا چکی ہوگی اور کافر لوگ اسی عذاب الیم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مبتلا رہیں گے۔

آگ کی تنگ وتاریک کوٹھریوں میں ٹھونسے جانے کا دردناک عذاب کن ظالموں کو دیا جائیگا؟ سورۃ فرقان کی انہی آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سوال کا جواب بھی دے دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۞ (الفرقان:١١)

"اور جو کوئی قیامت کی گھڑی کو جھٹلائے، اس کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔"

قیامت کو جھٹلانے کا فطری نتیجہ دنیا میں مادر پدر آزاد زندگی بسر کرنا ہے۔ دین اور مذہب کا تمسخر اور مذاق اڑانے کی آزادی، شعائر اسلامی کی تحقیر اور توہین کی آزادی، فحاشی اور عریانی پھیلانے کی آزادی، غیر محرم مردوں اور عورتوں سے اختلاط کی آزادی، گانے بجانے اور ناچنے کی آزادی، شراب اور زنا کی آزادی، اور ہر اس بات کی آزادی جس سے مرد اور عورت جنسی لذت حاصل کر سکیں، اس

آزادی کے بدلے جہنم کی تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں پابند وسلاسل قید، کس قدر ہولناک اور عبرتناک انجام ہوگا، دنیا میں اس آزادی کا، کاش! کافر لوگ آج یہ جان سکیں۔

لیکن اے میرے بھائیو! جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، آخرت پر یقین رکھتے ہیں، جنت اور جہنم کو برحق سمجھتے ہیں، ذرا سوچیں اور جواب دیں کیا دنیا کی اس ''آزادی'' کے بدلے جہنم کی یہ ''قید'' قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ کی تنگ وتاریک کوٹھڑیوں میں زندگی بسر کرنے کا سودا گوارا کرلیں گے۔

قُلْ أَذٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ. (الفرقان:۱۵)

''کہو کہ یہ انجام بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے والی جنت، جس کا وعدہ متقی لوگوں سے کیا گیا ہے؟''

چہروں پر آگ کے شعلے برسانے کا عذاب

جہنم سراسر آگ ہی آگ ہے۔ سر سے پاؤں تک مجرموں کا سارا جسم آگ ہی میں جل رہا ہوگا، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض مجرموں کے چہرے پر آگ کے شعلے برسانے اور چہروں کو آگ سے تپانے کا خصوصی ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ۝ (ابراہیم:۵۰)

''اور اس دن تم مجرموں کو اس حالت میں دیکھو گے وہ زنجیروں میں

جکڑے ہوئے ہوں گے، ان کے قمیص تارکول کے ہوں گے، اور
آگ ان کے چہروں پر چھائی ہوئی ہوگی۔"

اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو جو ساخت عطا فرمائی ہے، اس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِیْ أَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ (التین:۴)

"کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے۔"

انسان کے سارے جسم میں سے چہرے کو اللہ تعالیٰ نے خوب صورتی، حسن، عزت اور وقار کی علامت بنایا ہے۔

چہرے کی اسی تکریم اور وقار کی خاطر جناب نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ بیوی (بچے یا غلام وغیرہ) کو تربیت کے لئے مارنا پڑے تو چہرے پر نہ مارو۔ (ابن ماجہ)

طبی نقطہ نظر سے چہرے کے تمام حصے باقی سارے جسم کے مقابلے میں زیادہ حساس اور نازک ہوتے ہیں، آنکھ، کان، ناک، دانت اور رخسار وغیرہ کی رگیں براہِ راست دماغ سے جڑی ہوتی ہیں، دماغ سے قریب ہونے کی وجہ سے خون کی گردش چہرے میں باقی جسم کی نسبت زیادہ تیز ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معمولی سا غصہ آنے پر چہرے کا رنگ فوراً سرخ ہو جاتا ہے۔

جسم کے اس سب سے زیادہ حساس اور نرم و نازک حصے یعنی چہرہ پر جب جہنم کی آگ کے شعلے برسائے جائیں گے، تو کافروں کو کس قدر شدید تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کا اندازہ جہنمیوں کی اس خواہش سے لگایا جا سکتا ہے۔

یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا. (النبأ:۴۰)

”کاش! میں مٹی ہو جاتا“

مجرموں کو جب مارا پیٹا جاتا ہے تو عموماً وہ اپنا چہرہ مار سے بچانے کے لئے ہاتھوں میں چھپالیتے ہیں، لیکن تصور کیجئے، ایک طرف مجرموں کے ہاتھ اور پاؤں بھاری زنجیروں میں جکڑے ہوں گے، اور دوسری طرف جہنم کے خوفناک وار وغے بغیر کسی مزاحمت کے ان کے چہروں پر مسلسل آگ کی بارش برسا رہے ہوں گے، گویا جسمانی عذاب کے ساتھ ساتھ شدید ذلت اور رسوائی کا عذاب بھی انہیں دیا جائیگا۔ اور یہ رسوا کن عذاب ہفتہ یا دو ہفتہ کے لئے نہیں، مہینہ یا دو مہینہ کے لئے نہیں، سال یا دو سال کے لئے نہیں، بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوگا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ. (الانبیاء:۳۹)

”کاش! ان کو اُس وقت کی کچھ خبر لگ جاتی جب یہ نہ اپنے چہروں سے آگ کو دُور کر سکیں گے، اور نہ اپنی پشتوں سے، اور نہ ان کو کوئی مدد میسر آئے گی۔“

اس رسوا کن اور شدید عذاب سے دوچار ہونے والے کون بد بخت اور بد نصیب مجرم ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں اس کی قرآن مجید میں وضاحت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا

فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ (الاحزاب ۶۷۔۶۸)

''جس دن ان کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹا جائے گا، وہ کہیں گے کہ: ''اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کرلی ہوتی، اور رسول کا کہنا مان لیا جاتا'' اور کہیں گے کہ: ''اے ہمارے پروردگار! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا، اور انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو دوگنا عذاب دے، اور ان پر ایسی لعنت کر جو بڑی بھاری لعنت ہو۔''

گویا ان مجرموں کا جرم یہ ہوگا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقابلے میں اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی ہوگی۔ کافروں کے کفر، اور مشرکوں کے شرک کا یہ فطری نتیجہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہیں کرتے، بلکہ اپنے عالموں، لیڈروں اور شہنشاہوں کی اطاعت کررہے ہوتے ہیں۔ جس کی المناک سزا انہیں قیامت کے روز بھگتنی پڑے گی۔ ہمارے نزدیک کافروں اور مشرکوں کی نسبت ان مسلمانوں کا معاملہ زیادہ تشویشناک ہے، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے، قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، جنت اور جہنم کو بھی مانتے ہیں، لیکن اس کے باوجود کسی نہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوکر اطاعت رسول اللہ ﷺ سے انحراف کرتے ہیں۔

یاد رہے جس طرح رسول اکرم ﷺ کی رسالت قیامت تک کے لئے دائمی ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی اطاعت بھی قیامت تک کے لئے دائمی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا. (السبا:۲۸)

"اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے ایسا رسول بنا کر بھیجا جو خوشخبری بھی سنائے، اور خبردار بھی کرے۔"

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا. (الفرقان:۱)

"بڑی شان ہے اُس ذات کی جس نے اپنے بندے پر حق و باطل کا فیصلہ کردینے والی یہ کتاب نازل کی، تاکہ وہ دُنیا جہاں کے لوگوں کو خبردار کردے۔"

پس جو لوگ رسول اکرم ﷺ کی رسالت کو آپ کی حیات طیبہ تک محدود سمجھتے ہیں، وہ یقیناً اطاعت رسول ﷺ سے انحراف کرتے ہیں، اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ کو محض اللہ تعالیٰ کا کلام پہنچانے والا پیغام بر سمجھ کر آپ کی بتلائی ہوئی تشریح اور توضیح (یعنی حدیث شریف) کی حجیت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ بھی اطاعت رسول سے انحراف کرتے ہیں، اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف قرآن مجید ہی ہدایت کے لئے کافی ہے، اس کے ساتھ حدیثِ رسول ﷺ کی ضرورت نہیں وہ بھی اطاعتِ رسول سے انحراف کرتے ہیں۔

ہم انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ تمام مسلمانوں کی خدمت میں انتہائی مخلصانہ اور ہمدردانہ درخواست کرتے ہیں کہ اطاعت رسول ﷺ کا معاملہ بڑا ہی نازک ہے، ایسا نہ ہو کہ بزرگوں کی محبت اور خودساختہ نظریات ہمیں قیامت کے روز کسی

بڑے المناک عذاب سے دوچار کردے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ایسا المناک انجام بڑا ہی خسارے کا سودا ہوگا۔

اَلَا ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ. (الزمر:۱۵)

"یادرکھو کہ کھلا ہوا گھاٹا یہی ہے۔"

گرزوں اور ہتھوڑوں کی مار کا عذاب

جہنم میں کافروں اور مشرکوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارنے کا عذاب بھی ہوگا، اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ. (الحج:۲۱)

"اور ان (کفار) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہونگے"

ایک حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کافروں کو مارنے والے گرز اس قدر وزنی ہوں گے، کہ ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور زمین پر بسنے والے سارے کے سارے انسان اور جن اسے اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکیں گے۔

جہنم سے پہلے قبر میں بھی کافروں کو گرزوں اور ہتھوڑوں کی مار کا عذاب دیا جائیگا، عذاب قبر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہونے کے بعد کافر پر اندھا اور بہرا فرشتہ مسلط کردیا جاتا ہے، جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے، جو اتنا وزنی ہوتا ہے کہ اگر اسے کسی پہاڑ پر مارا جائے، تو وہ ریزہ ریزہ ہوجائے، اس گرز سے وہ اندھا اور بہرا فرشتہ اسے مارے گا، جس سے کافر چیخے گا، چلائے گا۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کافر کی چیخ و پکار کی آوازیں مشرق و مغرب کے درمیان جن و انس کے علاوہ ہر جاندار سنتی ہے، فرشتے کی ضرب سے کافر مٹی (کی طرح ریزہ ریزہ) ہو جائے گا، پھر اس میں روح ڈالی جائے گی (مسند ابو یعلی) یہی عمل بار بار دہرایا جاتا رہے گا، حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

جہنم کا عذاب، قبر کے عذاب سے کہیں زیادہ شدید اور الم ناک ہوگا، جہنم کے فرشتوں کے بارے اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ. (التحریم:۶)

"اس (جہنم) پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے، اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔"

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ جب جہنمیوں کا پہلا حصہ جہنم کی طرف جائے گا تو دروازے پر چار لاکھ فرشتے عذاب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے، جن کے چہرے بڑے ہیبت ناک اور نہایت سیاہ ہوں گے، کچلیاں باہر کو نکلی ہوئی ہوں گی، سخت بے رحم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ذرہ برابر رحم ان کے دلوں میں نہیں رکھا، اللہ تعالیٰ فرشتوں کو جیسا عذاب کرنے کا حکم دیں گے، فرشتے فوراً ویسا ہی عذاب دینا شروع کر دیں گے، لمحہ بھر کے لئے تامل یا توقف نہیں کریں گے۔ یہ فرشتے ایسی ایسی بدترین ترکیبوں سے کافروں کو سزائیں دیں گے کہ بڑے بڑے مجرموں کا پتہ پانی اور کلیجہ چھلنی ہو جائے گا۔

یہ ہے کافروں کا انجام اور کافروں کے کفر کی سزا، حقیقت یہ ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی سب سے زیادہ قابل نفرت اور ذلیل ترین مخلوق ہے، جبکہ ایمان کی دولت سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی دوسری دولت نہیں۔

کاش! مسلمان اس دنیا میں ایمان کی قدر و قیمت پہچان سکیں۔

زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب

جہنم میں زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب بھی ہوگا۔ سانپ اور بچھو دونوں انسان کے دشمن سمجھے جاتے ہیں، اور دونوں کے نام میں اس قدر خوف اور دہشت ہے کہ اگر کسی جگہ سانپوں اور بچھوؤں کا ٹھکانہ ہو تو وہاں رہائش اختیار کرنا تو دور کی بات کوئی شخص گذرنے کا خطرہ بھی مول لینے کو تیار نہیں ہوگا۔

بعض سانپوں کی شکل وشباہت، رنگت، طوالت اور حرکات وسکنات ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی انسان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ سانپ یا بچھو کس قدر زہریلا ہو سکتا ہے؟ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں ہو سکتا، لیکن تجربات کی بناء پر بعض کتب میں شائع ہونے والی تفصیلات سے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ سانپ انتہائی خطرناک اور جان لیوا موذی جانور ہے۔

جنوب مغربی فرانس میں واقع سانپوں کے مرکز سے ایک زہریلے سانپ کے بارے میں بعض معلومات شائع ہوئی ہیں، جن کے مطابق یہ ڈیڑھ میٹر لمبا سانپ اپنے زہر سے بیک وقت پانچ آدمیوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔

سعودی عرب میں طلباء کے لئے ایک تعلیمی نمائش منعقد ہوئی، جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے انتہائی زہریلے سانپوں کی نمائش بھی کی گئی جو شیشوں کے صندوقوں

میں بند تھے، ان میں سے بعض کے بارے میں درج ذیل معلومات مہیا کی گئیں۔

عربی کوبرا (Arabian Cobra) جو عرب ممالک میں پایا جاتا ہے، اس قدر زہریلا ہے کہ اس کا زہر صرف بیس (20) ملی گرام زہر 70 کلوگرام وزنی آدمی کو فوراً ہلاک کر دیتا ہے، جبکہ یہ کوبرا ایک وقت اپنے منہ سے 200 ملی گرام سے 300 ملی گرام تک زہر دشمن پر پھینکتا ہے۔

کنگ کوبرا، سانپوں کی یہ نوع ہندوستان اور پاکستان میں پائی جاتی ہے، اس کا ڈسا ہوا آدمی بھی فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔

مغربی ممالک میں پایا جانے والا سانپ (west diamand back snake) بھی انتہائی زہریلے سانپوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

انڈونیشیا کا تھوک پھینکنے والا زہریلا سانپ (Indonesian spittinq cobra) 2 میٹر لمبا ہوتا ہے اور یہ تین میٹر کے فاصلے سے انسان کی آنکھ میں پچکاری کی زہر پھینکتا ہے، جس سے انسان فوراً مر جاتا ہے۔

جہنم سے پہلے قبر میں بھی کافروں کو سانپوں کے ڈسنے کا عذاب دیا جائیگا، چنانچہ عذاب قبر کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کافر جب منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہو جاتا ہے۔ تو اس پر ننانوے (۹۹) سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں، جو قیامت تک اس کا گوشت نوچتے رہتے ہیں، اور اُسے ڈستے رہتے ہیں۔

قبر کے سانپ کے بارے میں جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر

سانپ زمین پر ایک دفعہ پھونک مار دے تو روئے زمین پر بھی کوئی سبزہ نہیں اُگے گا۔

(مسند احمد)

جہنم کے سانپ کے بارے میں جناب نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ اس کا قد اونٹ کے برابر ہوگا اور اس کے ایک بار ڈسنے سے کافر چالیس سال تک تکلیف محسوس کرتا رہے گا۔ (مسند احمد)

قبر میں اور جہنم میں ڈسنے والے سانپ یقیناً دنیا کے سانپوں کے مقابلے میں ہزاروں گنا زہریلے خطرناک اور دہشت ناک ہوں گے۔ جہنم کے بچھو کا ذکر کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ خچر جتنا بڑا ہوگا، اور اس کے ایک بار ڈسنے سے کافر چالیس سال تک اس کی جلن محسوس کرتا رہے گا۔ (مسند احمد)

جس کا مطلب یہ ہے کہ بچھو کے مسلسل ڈسنے کے نتیجہ میں جہنمی کی سوجن میں بھی برابر اضافہ ہوتا رہے گا اور اس کی سانس میں گھٹن بھی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جائے گی، یہ اس عذاب الیم کا حصہ ہے، جو جہنم میں کافر کو دیا جائیگا، کافر جہنم میں ان سانپوں اور بچھوؤں کو مار ڈالیں یا کہیں بھاگ جائیں یا کوئی جائے پناہ پائیں؟ ایسا ہرگز ممکن نہیں ہوگا۔

لیکن اے مسلمان بھائیوں! جہنم اور اس کے عذابوں پر یقین رکھنے والو! تم تو اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے ڈر جاؤ، اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنا تو اور بھی اللہ کے عذاب کو بھڑکانے والی بات ہے، فهل انتم منتهون (پھر کیا تم اللہ کی نافرمانی سے باز آتے ہو؟)۔

بدن کو بڑا کرنے کا عذاب

موجودہ جسامت میں جہنم کا عذاب برداشت کرنا چونکہ ناممکن ہوگا اس لئے

جہنمی کی جسامت کو بہت زیادہ بڑھا دیا جائے گا جو کہ بذات خود ایک عذاب کی صورت ہوگی، جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ ''جہنم میں کافر کا ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔'' (مسلم) بعض کافروں کے کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ (مسلم) بعض کی موٹائی بیالیس ہاتھ (63 فٹ) کے برابر ہوگی۔ (ترمذی) یہ فرق کافروں کے اعمال کے فرق کی وجہ سے ہوگا، بعض کافروں کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔ (مسلم)

بعض کافروں کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مسافت کے برابر ہوگی۔ (یعنی چار سو دس کلومیٹر)۔

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بلا امتیاز تمام انسانوں کو بڑا خوبصورت اور متناسب جسم عطا فرمایا ہے۔ اگر اسی متناسب جسم میں کوئی ایک سا عضو بھی غیر متناسب ہوتا تو انسان کی شکل بڑی بھدی اور مضحکہ خیز بن جاتی۔

تصور کیجئے کہ 5 یا 6 فٹ جسم کے ساتھ اگر دس فٹ لمبے بازو لگا دیے جاتے یا پیشانی پر ایک فٹ لمبی ناک لگا دی جاتی تو انسان کی شکل کس قدر بدصورت بلکہ ڈراؤنی ہوتی۔ ممکن ہے جہنم میں کافر کی جسامت کو اسی بے ڈھبے طریقے سے بڑھا کر انتہائی مکروہ خوفناک اور ڈراؤنی صورت دے دی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

انسانی جسم میں تکلیف کے اعتبار سے جلد (یا کھال) کا حصہ سب سے زیادہ حساس ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کافروں کو جہنم میں زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچانے کے لئے جلی ہوئی کھال (یا جلد) کو بار بار بدلنے کا ذکر قرآن مجید میں خاص طور پر آیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا. (سورۃ النساء ۵۶)

''بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا ہے ہم انہیں آگ میں داخل کریں گے، جب بھی ان کی کھالیں جل جل کر پک جائیں گی تو ہم انہیں ان کے بدلے دوسری کھالیں دے دیں گے تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ بیشک اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، صاحب حکمت بھی۔

کھال کو جب کھینچا جائے تو کس قدر تکلیف ہوتی ہے، اس کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ بازو یا ٹانگ کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لئے کھال کو معمولی سا کھینچا پڑتا ہے، اس کے درد سے آدمی بلبلا اٹھتا ہے۔ اسی کھال کو کھینچ کر جب اتنا بڑھا دیا جائے گا، جس کا ذکر احادیث مبارکہ میں ملتا ہے تو اس سے کافر کو کتنی شدید تکلیف ہوگی، دنیا میں شاید اس کا تصور کرنا بھی ممکن نہیں۔

اتنی بڑی جسامت کے کافر کو جب بڑے بڑے اژدھا اور بچھو بار بار ڈسیں گے، اور اس کا گوشت نوچیں گے تو ان کے زہر کے طبعی اثرات کے باعث مدہوش، مفلوج، خون آلود اور ہانپتے کانپتے ہوئے آدمی کی کیفیت کا تصور کیجئے۔ الحفیظ والامان

کافر جہنم میں چیخ چیخ کر کہیں گے یا اللہ! ایک بار یہاں سے نکال لے، آئندہ ہم نیک بن کر رہیں گے، اس کے میں جواب اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائیں گے،

فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ. (الفاطر: ۳۷)

''اب مزا چکھو، کیونکہ کوئی نہیں ہے جو ایسے ظالموں کا مددگار بنے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت، اور فضل وکرم سے جہنم کے عذاب سے بچا دے، بیشک وہ بڑا سخی انعام فرمانے والا، بادشاہ، احسان فرمانے والا، شفقت فرمانے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

شدید سردی کا عذاب

جس طرح آگ انسانی جسم کو جلا دیتی ہے، اسی طرح شدید سردی بھی انسانی جسم کو جلا دیتی ہے، اس لئے جہنم میں شدید سردی کا عذاب بھی ہوگا، جہنم کے اس طبقہ کا نام ''زمہریر'' ہے۔ زمہریر میں کس قدر شدید سردی ہوگی، اس کا علم تو علیم وخبیر ذات ہی کو ہے، لیکن یہ سردی چونکہ عذاب دینے کے لئے ہوگی، لہٰذا اس سردی سے تو بہر حال کہیں زیادہ ہوگی، جو اس دنیا کے کسی بھی سرد خطے میں دسمبر / جنوری کے مہینوں میں ہو سکتی ہے، جس کا مقابلہ کرنے کے لئے گرم لباس، کمبل، لحاف، ہیٹر، گرم سے گرم کھانے پینے کی اشیاء اور نہ جانے کس کس چیز کا اہتمام کیا جاتا ہے، تب بھی ذرا سی بے احتیاطی انسان کو فوراً کسی نہ کسی عارضہ میں مبتلا کر دیتی ہے، احتیاطی تدابیر کے بغیر ننگے بدن انسان کو دنیا کی سردی برداشت کرنا پڑے تو وہ بھی عذاب سے کم نہیں، حالانکہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق دنیا کی سردی محض جہنم کے اندرونی سانس سے پیدا ہوتی ہے۔ (بخاری)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ محض جہنم کی اندرونی سانس سے پیدا ہونے والی سردی اگر انسان کے لئے اس قدر ناقابل برداشت ہے، تو پھر جہنم کے اندر سردی

کے طبقہ ''زمہریر'' میں انسان کی کیفیت کیا ہوگی؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑا ہی نرم و نازک اور حساس جسم عطا فرمایا ہے۔ اس قدر نرم و نازک کہ صرف 35 اور 37 ڈگری سینٹی گریڈ کے درمیان وہ صحت مند رہتا ہے، اس درجہ حرارت سے کم یا زیادہ دونوں بیماری کی علامتیں ہیں۔ اگر جسم کا درجہ حرارت 35 سے کم ہو کر 26 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے، اور اگر یہ درجہ حرارت شدید سردی کی وجہ سے جسم کے کسی حصہ میں منفی 6.75 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جائے تو جسم کا وہ حصہ سردی کے باعث جل کر یا گل سڑ کر فوراً الگ ہو جاتا ہے۔

لمحہ بھر کے لئے فرض کیجئے کہ ''زمہریر'' میں صرف اسی قدر سردی ہوگی جس سے جسم کے اندر کا درجہ حرارت منفی 6.7 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ جائے تو اس عذاب کی کیفیت یہ ہوگی کہ زندہ انسان کا جسم سردی کی شدت سے ریت کی طرح بکھر کر ذرہ ذرہ ہو جائے گا، اور پھر اسے نئے سرے سے جسم دیا جائے گا، پھر سردی کی شدت سے اس کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ اور پھر اسے جسم دے دیا جائے گا، جب تک وہ زمہریر میں رہے گا، اسی عذاب الیم میں مبتلا رہے گا۔

یہ تجربہ محض سائنسی حقائق اور تجربات کی روشنی میں کیا گیا ہے جبکہ یہ بات واضح ہے کہ جہنم کی آگ کی طرح زمہریر کی سردی بھی دنیا کی سردی سے کہیں زیادہ شدید ہوگی، زمہریر کی اصل سردی میں عذاب اور عقاب کی ٹھیک ٹھیک کیفیت کیا ہوگی اس کا شاید ہم اس دنیا میں تصور بھی نہ کر سکیں، لیکن اس بات میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ جہنم کی آگ ہو یا زمہریر کی سردی، دونوں صورتوں میں کفار زندگی پر موت کو ترجیح

دیں گے اور بار بار موت مانگیں گے۔

وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ.

(الزخرف: ۷۷)

"اور وہ (دوزخ کے فرشتے سے) پکار کر کہیں گے کہ: "اے مالک! تمہارا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔"، وہ کہے گا: "تمہیں اسی حال میں رہنا ہے۔""

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے فضل و کرم اور احسان سے زمہریر کے عذاب سے پناہ عطا فرمائے وہ یقیناً بڑا بخشنے والا، درگذر فرمانے والا اور اپنے بندوں پر رحم اور شفقت فرمانے والا ہے۔

یہ ہے وہ جہنم اور اس کے عذاب جن سے خبردار کرنے کے لئے اللہ کے رسول نذیر بنا کر بھیجے گئے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو آگ سے ڈرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، لوگوں کو بار بار خبردار کیا۔

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

"آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کر کے بچو اور جو یہ بھی نہ پائے وہ اچھی بات ہی کہہ کر بچے۔" (مسلم)

یعنی آگ سے بچنا اتنا ضروری ہے کہ جس کے پاس صدقہ خیرات کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو وہ کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کر کے بچے اور جس کے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو وہ اچھی بات کہہ کر ہی بچنے کی کوشش کرے، رسول اکرم ﷺ کے آخری الفاظ "جس کے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو" یہ ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اپنی امت کو آگ سے بچانے کے لئے کتنی حرص اور آرزو رکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمیں جہنم کی آگ سے بچنے کی دعا اس طرح سکھلاتے جیسے قرآن مجید کی سورتیں سکھلاتے۔ (نسائی)

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس مددگار ہوتے تو میں انہیں ساری دنیا میں منادی کے لئے بھیجتا کہ وہ اعلان کریں "لوگو! جہنم کی آگ سے بچو، لوگو! جہنم کی آگ سے بچو۔" ساری دنیا میں نہ سہی لیکن اتنا تو کم از کم ہم میں سے ہر آدمی کر ہی سکتا ہے کہ اپنے بال بچوں کو جہنم کی آگ سے خبردار کر دے اپنے اعزہ و اقارب کو جہنم کی آگ سے ڈرا دے، اپنے دوست، احباب اور رسمین وبیار ہمسایوں کو جہنم کی آگ سے خبردار کر دے کہ لوگو! آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر اور جس کے پاس کھجور کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہو، وہ اچھی بات ہی کہہ کر بچے۔ (مسلم)

(ملخص از کتاب النار)

مراقبہ موت

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ بہر سر افگندگی ہے یاد رکھ

ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا

قصر عالی شان بھی بنوایا تو کیا دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیصر اور اسکندر و جم چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے

کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے

مہ جبین کیا کیا پچھاڑے موت نے سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کوچ ہاں اے بیخبر ہونے کو ہے   تابہ کے غفلت سحر ہونے کو ہے

باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے   ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نفس اور شیطاں ہیں خنجر در بغل   وار ہونے کو ہے، اے غافل سنبھل

آ نہ جائے دین و ایماں میں خلل   باز آ، ہاں باز آ اے بدعمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفعتہً سر پہ جو آ پہنچے اجل   پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل

جائے گا یہ بے بہا موقع نکل   پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تجھ کو غافل! فکر عقبیٰ کچھ نہیں   کھا نہ دھوکا، عیش دنیا کچھ نہیں

زندگی چند روزہ کچھ نہیں   کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجھ کو جانا اک دن　　قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن

منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن　　اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سب کے سب ہیں رہ روکوئے فنا　　جا رہا ہے ہر کوئی سوئے فنا

بہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا　　آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار　　دل لگا اس سے نہ غافل زینہار

عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گذار　　ہوشیار اے محو غفلت ہوشیار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہ لطف و عیش دنیا چند روز　　ہے یہ دور جام و مینا چند روز

دارِ فانی میں ہے رہنا چند روز　　اب تو کر لے کارِ عقبیٰ چند روز

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عشرت دنیائے فانی ہیچ ہے　　پیش عیش جاودانی ہیچ ہے

مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے　　چند روزہ زندگانی ہیچ ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی عمر مثل برف کم — چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے ایک رہرو ملک عدم — دفعۃً اک روز یہ جائے گا تھم

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور — جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
عمر یہ اک دن گذرنی ہے ضرور — قبر میں میت اترنی ہے ضرور

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی — جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی — تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

توسن عمر رواں ہے تیز رو — چھوڑ سب فکریں لگا مولیٰ سے لو
گندم از گندم بروید جو ز جو — از مکافات عمل غافل مشو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بزمِ عالم میں فنا کا دور ہے جائے عبرت ہے مقامِ غور ہے

تو ہے غافل کیا یہ تیرا طور ہے بس کوئی دن زندگانی اور ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سخت سخت امراض کو تو سہہ گیا چارہ گر کو سخت جاں بھی کہہ گیا

کیا ہوا کچھ دن جو زندہ رہ گیا اک جہاں سیلِ فنا میں بہہ گیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

لاکھ ہو قبضہ میں تیرے سیم و زر لاکھ ہوں بالیں پہ تیرے چارہ گر

لاکھ تو قلعوں کے اندر چھپ مگر موت سے ہرگز نہیں کوئی مفر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زور یہ تیرا نہ بل کام آئے گا اور نہ یہ طولِ امل کام آئے گا

کچھ نہ ہنگامِ اجل کام آئے گا ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سرکشی زیرِ فلک زیبا نہیں دیکھ! جانا ہے تجھے زیرِ زمیں

جب تجھے مرنا ہے اک دن بالیقین چھوڑ فکر این و آں کر فکر دیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بہرِ غفلت یہ تری ہستی نہیں — دیکھ! جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں — جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش کر غافل نہ تو آرام کر — مال حاصل کر نہ پیدا کام کر
یادِ حق دنیا میں صبح و شام کر — جس لیے آیا ہے تو وہ کام کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث — زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث — رہ گزر کر گھر بنانا ہے عبث

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش و عشرت کے لیے انساں نہیں — یادِ رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و مستی تجھے شایاں نہیں — بندگی کر تو، اگر ناداں نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حسن ظاہر پر اگر تو جائے گا ۔ عالم فانی سے دھوکا کھائے گا
یہ منقش سانپ ہی ڈس جائے گا ۔ رہ نہ غافل ، یاد رکھ پچھتائے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفن خود صدہا کیئے زیر زمیں ۔ پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقیں
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں ۔ کچھ تو عبرت چاہئے نفس لعیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یوں نہ اپنے آپ کو بے کار رکھ ۔ آخرت کے واسطے تیار رکھ
غیر حق سے قلب کو بیزار رکھ ۔ موت کا ہر وقت استحضار رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو ۔ زندگی کا جان حاصل موت کو
رکھتے ہیں محبوب غافل موت کو ۔ یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو ہے اس عبرت کدہ میں بھی مگن ۔ گو یہ ہے دار المحن بیت الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن ۔ چھوڑ غفلت عاقبت اندیش بن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری غفلت ہے بے عقلی بڑی مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کے پیش نظر رکھ ہر گھڑی پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

گرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار گو تجھے جلنا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہیں ہم ہوشیار کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حیف دنیا کا تو ہو پروا نہ، تو اور کرے عقبیٰ کی کچھ پروا نہ، تو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو اس پر بنتا ہے بڑا فرزانہ تو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دارِ فانی کی سجاوٹ پر نہ جا نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا انہ قد فاز فوزا من نجا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کجرووں کی یہ چمک اور یہ مٹک دیکھ کر ہرگز نہ رستے سے بھٹک
ساتھ ان کا چھوڑ ہاتھ اپنا جھٹک بھول کر ہرگز نہ پاس ان کے پھٹک

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری مجذوبؔ حالت اور یہ سن ہوش میں آ، اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن کس کمر در پیش ہے منزل کٹھن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کر تو پیری میں نہ غفلت اختیار زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار کر بس اب اپنے کو مردوں میں شمار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ترک اب ساری فضولیات کر یوں نہ ضائع اپنے تو اوقات کر
رہ نہ غافل یادِ حق دن رات کر ذکر و فکر ہاذم اللذات کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

درسِ عبرت

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے — مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے — جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے — مکیں ہو گئے لا مکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے — زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

زمیں کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا — ملوک و حضور و خداوند کیا کیا
دکھائے گا تو زور تا چند کیا کیا — اجل نے پچھاڑے تنومند کیا کیا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا — پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہاں ہر خوشی ہے مبدل بہ صد غم ۔۔۔ جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہیں ماتم

یہ سب ہر طرف انقلابات عالم ۔۔۔ تری ذات ہی میں تغیر ہیں ہر دم

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا ۔۔۔ جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا

بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا ۔۔۔ اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا ۔۔۔ ہو زینت نرالی ، ہو فیشن نرالا

جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا ۔۔۔ تجھے حسن ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی ۔۔۔ جہاں تاک میں کھڑی ہو اجل بھی

بس اب اپنے اس جہل سے تو نکل بھی ۔۔۔ یہ طرز معیشت اب اپنا بدل بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو ۔۔۔ ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو

نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو ۔۔۔ سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

بڑھاپے سے پا کر پیام قضا بھی ۔ نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی ۔ جنوں تا کجے ہوش میں اپنے آ بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

نہ دلدادۂ شعر گوئی رہے گا ۔ نہ گرویدۂ شہرہ جوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا ۔ رہے گا تو ذکر نکوئی رہے گا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر ۔ اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں
یہ ہر وقت پیش نظر جب ہے منظر ۔ یہاں پر ترا دل بہلتا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں کہیں شورِ ماتم بپا ہے ۔ کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بکاہ ہے
کہیں شکوۂ جور و مکر و دغا ہے ۔ غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

آئینہ تالیفات

حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب کی تالیفات ایک نظر میں

حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب دامت برکاتہم کو اللہ پاک نے ذوقِ مطالعہ، شوقِ تصنیف و تالیف عطا فرمایا ہے، بہت کم عرصے میں انہوں نے میدانِ قلم میں وہ مقام حاصل کیا کہ ان کا شمار ملک کے با اعتماد مصنفین میں ہونے لگا ہے، اور ان کی کتابیں معتبر و مستند کتب سمجھ کر دیکھی اور پڑھی جانے لگی ہیں، طبقۂ اہل علم و دانش انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اس وقت ان کی دو درجن کے قریب ''تالیفات'' میرے سامنے رکھی ہیں، ان کی تصنیف کردہ کتابوں کی ورق گردانی کرنے، کچھ بغور اور کچھ سرسری طور پر پڑھنے سے حیرت بھی ہوئی اور مفتی صاحب موصوف کی علمی قابلیت ولیاقت کا اندازہ بھی، مولانا کے قریب رہنے کی وجہ سے بندہ کو کسی قدر حضرت مفتی صاحب کی تدریس و افتاء کی ذمہ داریوں اور دیگر تصنیفی، علمی و عملی مشاغل و مصروفیات کا علم ہے، نیز جامعہ کے انتظامی امور کا کس قدر بوجھ حضرت مفتی صاحب کے کندھوں پر ہے؟ یہ ان کی قریبی احباب بخوبی جانتے ہیں، ان سب باتوں کو دیکھ کر واقعۃً حیرت ہوتی ہے کہ مفتی صاحب آخر کس وقت یہ تصنیفی امور سرانجام دیتے ہیں؟ میں اپنے طور پر ان کے تصنیفی اوقات طے کرنے میں قیاس آرائیاں کرتا رہا لیکن حتمی طور پر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکا، بالآخر ایک دن میں نے پوچھ ہی لیا کہ ''حضرت! یہ کتابیں آپ کب اور کس وقت تحریر فرماتے ہیں؟''

اپنی گذشتہ تصنیف "سنہرے اوراق" میں نے بیماری کے دنوں میں رات ۱۲ بجے کے بعد سے فجر کے درمیانی اوقات میں ترتیب دی ہے" مفتی صاحب نے نہایت سادگی سے جواب دیا۔

"اور اس سے پہلے کی تصنیفات؟" میں نے مکرر پوچھا۔

"وہ بھی تقریباً یہی رات گئے اوقات میں" اسی سادگی ومتانت سے جواب دیا۔ یہ سن کر مجھے انتہائی حیرت ہوئی، مجھے مشہور مصرع یاد آ گیا۔

من طَلَبَ الْعُلٰی سَهِرَ اللَّيَالِیْ

ترجمہ: "بلندیوں کا طالب راتیں جاگ کر گذارتا ہے"

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے علمی واصلاحی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے، اور کئی کتابیں تحریر فرمادیں، اللہ پاک نے ان کے اوقات میں برکت عطا فرمائی ہے، ماشاء اللہ ہر سال کم از کم دو تین نئی تصانیف منصۂ شہود پر رونما ہوتی ہیں۔ ان کی تصنیف کردہ کتب مختصر تعارف کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱ "ڈاڑھی قرآن وحدیث کی روشنی میں" (اضافہ شدہ ایڈیشن) جس میں ڈاڑھی کے وجوب کو قرآن وحدیث اور ائمہ اربعہ کے مذاہب سے ثابت کیا گیا اور اس کے طبی نقصانات وفوائد کو بھی واضح کیا گیا۔ (صفحات ۴۸)

۲ "نفل نمازیں" جس میں مختلف اوقات کی نفل نمازوں کے فضائل، ادائیگی کا طریقہ، رکعات کی تعداد کو کتب حدیث وفقہ سے منتخب کرکے جمع کیا گیا ہے۔

(صفحات ۶۴)

۳ ''دس نصیحتیں'' جس میں حضور ﷺ نے جو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک موقع پر نصیحت فرمائی تھی ان کو مکمل تشریح کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔
(صفحات ۱۱۶)

۴ ''احسن الحکایات'' جس میں انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ کے حکایات کو بہت دلنشیں انداز میں نزہۃ المجالس سے منتخب کر کے پیش کیا ہے۔ (صفحات ۲۸۸)

۵ ''شاہراہ جنت'' جس میں چالیس وہ اعمال جن کے متعلق جناب نبی کریم ﷺ نے خوشخبری سنائی ہے کہ ان اعمال کو انجام دینا دخول جنت کے موجب ہیں، احادیث کے حوالہ کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ (صفحات ۱۸۸)

۶ ''صحابہ کرام معیار حق و ایمان ہیں؟'' ایک اہم استفتاء اور اس کا تحقیقی جواب ہے جس میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت پر جو بعض ناداں اہل قلم حرف گیری کرتے ہیں ان کے دندان شکن جواب کے ساتھ صحابہ کرام کے فضائل کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ (صفحات ۶۴)

۷ ''والدین کی شرعی ذمہ داریاں'' نومولود بچوں کے اسلامی نام، عقیقہ، سالگرہ، ابتدائی تربیت وغیرہ کے سلسلے میں شرعی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا ہے اور مروجہ غیر شرعی رسومات کی قباحت واضح کی گئی ہے۔ (صفحات ۹۴)

۸ ''گلدستہ چہل حدیث'' چالیس مختصر احادیث نبویہ کا انتخاب جس میں منتخب احادیث کا مکمل مفہوم اور متعلقہ احکامات واضح کیے گئے ہیں۔ (صفحات ۲۱۶)

۹ ''دنیا سے آخرت تک'' بیماری سے لے کر آخری رسومات، تدفین تک تمام احکام، جنازہ، غسل، کفن، عیادت وغیرہ کے احکام ومسائل۔

(صفحات ۹۳)

۱۰ ''نماز دین کا ستون'' نماز جیسے اہم بالشان عبادت کے مسائل واحکام و فضائل تفصیل کے ساتھ۔ (صفحات ۶۴)

۱۱ ''نیکیوں کے پہاڑ'' مختصر وقت یعنی منٹوں اور سیکنڈوں میں ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں نیکیاں حاصل کرنے کے لیے روایات سے ثابت شدہ آیات و اوراد کا مجموعہ۔ (صفحات ۷۶)

۱۲ ''سنہرے موتی'' عربی، اردو، فارسی کی معتبر و مستند کتابوں سے منتخب کیے گئے عبرت انگیز واقعات و حکایات اور ملفوظات وغیرہ پر مشتمل ایک بہترین مجموعہ۔ (صفحات ۱۷۶)

۱۳ ''صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت واہمیت'' اس میں صلوٰۃ التسبیح کی فضیلت واہمیت، اس کے پڑھنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، نیز اس کی جماعت کا حکم، تسبیحات بھول جانے یا زیادہ پڑھنے کی صورت میں کیا حکم ہے، ایسے ہی تسبیحات کیسے شمار کی جائیں، اس کے علاوہ اس نماز کے تمام احکامات نہایت واضح اور سہل انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

(کل صفحات: ۳۱)

۱۴ ''سنہرے اوراق'' اس کتاب میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، وتابعین

اور دیگر سلفِ صالحین اور مصلحین امت کے حیرانگیز، سبق آموز، روح پرور، زندگی کی کایا پلٹنے والے حالات واقعات درج ہیں، جنہیں پڑھنے سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے، دل میں نورانیت دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

(کل صفحات:۳۱۶)

۱۵ ''قرآنِ کریم کی پُرنور دعائیں'' اس رسالے میں قرآن کریم کی وہ دعائیں ذکر کی گئیں ہیں جو انبیاء علیہم السلام نے مانگی ہیں یا اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خود سکھلائی ہیں۔ (صفحات۶۶)

۱۶ ''مروّجہ صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت'' اس رسالہ میں اذان سے پہلے دورود وسلام پڑھنے کے متعلق ایک اہم استفتاء کا قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اقوال صحابہ وتابعین کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب دیا گیا۔ (صفحات ۸۰)

۱۷ ''گناہوں کے پہاڑ''۔ اس رسالہ میں بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں آنحضرت ﷺ نے ''سات ہلاکت خیز گناہوں'' سے بچنے کا حکم فرمایا، کی نہایت عمدہ اور دلنشین انداز میں تشریح کی گئی ہے، ایسی جامع وعمدہ تشریح کے ساتھ پہلی بار یہ رسالہ زیرطبع سے آراستہ ہوا ہے، عوام وخواص کے لئے یکساں مفید۔ (صفحات ۹۸)

۱۸ ''رسول اکرم ﷺ کے رات کے اعمال'' اس رسالہ میں رات کی وہ تمام سنتیں اختصار کے ساتھ درج ہیں جو سونے سے لے کر جاگنے تک وقتاً فوقتاً انسان کو لاحق ہوتی ہیں، جن پر عمل کر کے انسان اپنی رات کی نیند کو عبادت بنا سکتا ہے۔

(صفحات۹۴)

۱۹ ''سنہری کرنیں'' اس کتاب میں مختلف و متنوع وموضوعات پر مشتمل دلچسپ وپسندیدہ حکایات وواقعات جمع ہیں۔ (صفحات ۲۵۶)

۲۰ ''گلدستۂ درود شریف'' اس رسالے میں قرآن وسنت کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے کے فضائل وبرکات، مسائل اور فوائد تحریر کیے گئے ہیں، نیز احادیثِ مبارکہ، اقوالِ صحابہ وتابعین اور دیگر سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں ''کلماتِ درود'' ذکر کرنے کے بعد ان مواقع ومقامات کو بیان کیا گیا ہے جن میں درود وسلام پڑھنے کی ترغیب آئی ہے۔ (صفحات ۱۹۲)

۲۱ ''توشۂ آخرت'' مختصر وقت میں ڈھیروں اجر وثواب ونیکیوں کے حصول کے لیے مستند روایات سے ماخوذ بابرکت کلمات کا ذخیرہ جس کی بدولت آخرت کے لیے عظیم توشہ نہایت آسان معمولات کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ (صفحات ۸۰)

۲۲ ''موت کے بعد زندگی کا انجام'' اس کتاب میں موت کے بعد مؤمن وکافر نیک وبد لوگوں کے احوال اور جنت وجہنم کا تذکرہ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ (صفحات ۱۷۶)

۲۳ ''سنہری شعاعیں'' اس کتاب میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، اولیاء کرام اور سلف صالحین کے عبرت انگیز، نصیحت آموز حالات، زندگی اور واقعات وحکایات جمع کیے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھنے سے اصلاحِ نفس ہوتی ہے، دل میں نورانیت، دنیا سے بے رغبتی، اور آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

(زیر طبع)

محمد قاسم امیر

رفیق

دار الافتاء جامعۃ الرشید

۸ جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ

سنہری کرنیں

چونکہ اسلامی معاشرت کی تعمیر اور کردار سازی میں جناب نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام ؓ، تابعین، اور تبع تابعین، سلف صالحین، صلحائے امت کی سیرت اور کردار مسلمانانِ عالم کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اس لئے امت مسلمہ کی نوخیز نسلوں کیلئے اس مشعل سے اپنی زندگی کے راستوں کو منور کرنا ازحد ضروری ہے۔ چنانچہ ہم نے اپنے سنہرے سلسلے کی اس تیسری کڑی میں تاریخ اسلام کے تابندہ ستاروں کے دلچسپ اور سبق آموز واقعات، دلکش پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے، خود بھی پڑھئے اور اپنے دوست واحباب کو تحفے میں دیجئے۔

مکتبہ حمادیہ کراچی

شاہ فیصل کالونی نمبر 2 کوڈ نمبر 75230

فون نمبر 4572537